كتاب السنة

باب شرح السنة

لغةً: طریقہ

- وہ طریقے جن پر چلنا ہے (جن کے بارے میں ترغیب ہے) اور ان طریقوں کا بھی بیان ہوگا جن سے منع کیا گیا ہے۔

سنت کے کئی مفہوم ہیں

عام طور پر آقا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال تقاریر ہوتی ہیں۔

فقہی اصطلاح میں

فرض کے مقابل ہے۔

حدیث:

تفترق: فروع کے اختلاف کے زمرے میں نہیں آتا۔ عقائد کا اختلاف مراد ہے یہاں۔ اصول و عقائد مراد ہیں

صحیح عقیدے کو چھوڑ کر، جو قرآن و حدیث سے ہٹ کر ہو وہ کفر کی طرف لے جانے والا ہے۔

پھر بعض لوگ بعض کی تکفیر کریں گے۔

⇐ مراد سنت و طریقہ ہے: جو اس سے ہٹے گا وہ ان بقیہ فرقوں کے تحت آئے گا۔

1 گروہ نجات پانے والا ہوگا باقی گمراہ اور جہنمی ہونگے

73 فرقوں کی اصل بنیاد 10 فرقے ہیں۔

حسن بصری، رافضی (32)، معتزلہ (6)، خوارج (15) فرقے، معتزلہ (6)، مرجیہ 12

⇐ اگر حد کفر تک نہ پہنچے تو دائمی طور پر جہنم میں نہ جائیں گے۔ بلکہ
★ ابتداً نہیں جائیں گے
★ سزا بھگت کر جائیں گے
★ شفاعت

حدیث آخری لائن

کتے کا زہر ہر رگ میں پہنچ جاتا ہے۔

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا بھی ایسا ہو جاتا ہے۔

سرایت کر جائیں گے

2. باب النھی من الجدال واتباع...

قرآن میں جھگڑنے سے کیا مراد ہے؟

(i) مراد ہے کہ اسکے حلال و حرام کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنا

(ii) " " خیر و شر " "

(iii) . محکم و متشابہ آیات کے بارے "

(iv) " سابقہ امتوں کے واقعات کے بارے میں جھگڑنا

(v) . اپنی طرف سے مرادی معنی گھڑنا۔

(vi) حروف مقطعات کے معنی اپنی طرف سے بتانا

3. باب مجانبة اھل الاھواء و بغضھم

جو خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان سے کلام کرنے سے ہمیں 26
منع فرما دیا تھا۔ (یہاں تک کہ سلام کا جواب نہیں دیا جاتا تھا)
کعب بن مالک ان میں شامل تھے۔

پھر یہ روتے رہتے توبہ کرلی۔ ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ پھر اللہ
پاک نے توبہ قبول فرمالی۔ پھر کلام کرنے کا حکم دے دیا ان سے۔

کعب بن مالک صاحب ثروت تھے۔ تیاری کرتے تھے۔

نھی رسول اللہ: غزوہ تبوک میں بغیر وجہ کے شرکت نہیں کی۔

لیکن غزوہ تبوک میں اعلان ہوا کہ تیاری کرلیں۔ کعب بن مالک کہتے
کچھ دن میں تیاری کرلونگا۔ کرلونگا۔ یہاں تک کہ غزوے کا دن
آگیا۔ اور وہ شریک نہ ہوئے۔ (نفس کی

اس وجہ سے لوگوں نے چھوڑ دیا۔

لوگوں نے 50 دن کلام چھوڑ دیا۔ اس کے بعد روتے تھے
توبہ کرتے تھے۔ باب خواہش نفس کی پیروی کرنے والے سے تعلق
توڑا جاتا۔

بچپا زاد بھائی تھے ان کو سلام کیا تو جواب نہ دیا

نبی ﷺ نے ان تینوں سے کلام نہ کیا۔

(خطابی)

مسلمانوں سے سلام و کلام ترک کرنے کے بارے میں

3 دن سے زیادہ، حرمت کے بارے میں کہا

= اس کے لیے نہیں ہے جو حقوق اللہ یا حقوق دین میں کمی کرے۔
یعنی پورے نہ کرے۔ تو ایسے لوگوں سے ترکِ سلام و کلام اس
حرمت میں شامل نہیں۔

کیونکہ اہل اھواء، اہل بدعت سے کلام ترک کرنا آقا سے
ثابت ہے۔ تمام عمر یا مخصوص وقت تک
جب تک رجوع الی الحق اور توبہ ظاہر نہ ہو۔

حدیث ۴۵۹۹

بندے کے اخلاق کی سند اور حد ہے کہ کسی سے محبت و
بغض اللہ کے لیے کرے۔
خالص اللہ کی رضا ہو۔ پیشِ نظر

4 باب ترک السلام علی اہل الاھواء

عمار بن یاسر کے ہاتھ کٹ گئے تو زعفران مَلا گیا۔
جب آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سلام کیا پر سلام کا
جواب نہ دیا۔
کیونکہ جس کا استعمال آقا نے منع فرمایا تو وہ جائز نہیں۔

اسلام بعد میں لے کر آئیں تھی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا

مدنی

باب النهي عن الجدال في القرآن

خطابی

اسکی تاویلات میں اختلاف ہے۔
پس یہ کہا گیا ہے کہ اس کے معنی میں شک کرنا ہے۔ اور اس میں
شک کرنے والا اس میں جھگڑنے والا ہے۔

بعض نے جھگڑنے کی تاویل قراءت سے کی
بعض نے معنی میں جھگڑنا مراد لیا۔

1 مثلاً ایک کہے یہ قرآن ہے ایسے نازل کیا دوسرا کہے نہیں نہیں
ایسا نہیں، بلکہ ایسا ہے اور وہ غلط ہے تو پہلی کے انکار کی وجہ
سے کفر میں جا پڑتا ہے۔

بے شک اللہ نے سات قراءتوں و منازل پر نازل فرمایا ہے
یہ شافی و کافی ہے۔
اور اس میں کسی سے بھی انکار سے منع فرمایا

تمام قرآن جو منزل من اللہ ہے اس کے تمام حروف و الفاظ پر ایمان
رکھنا واجب ہے۔ معنی مطالب پر بھی۔

2 جھگڑنے سے مراد آیتوں سے جھگڑنا ہے جس میں قدر کا ذکر ہے۔
اور جدال میں سے مراد ہے کہ ان میں شدید غور و خوض کرنا ہے ضرورت
سے زائد، اور پھر مناظرے کرنا۔

کیونکہ ضرورت کے تحت مناظرے ہو سکتے ہیں۔ مطلقاً مناظرہ میں حرج
نہیں۔ کیونکہ صحابہ میں بھی تحلیل و تحریم میں مناظرے و جھگڑے ہوتے ہیں
(فروعات مراد ہیں)

اور صحابہ میں محبت

کوئی پوری بات نہیں سنتا، بعض حصہ دوسرے سے سنتا ہے تو لاعلمی کی وجہ
اس کا انکار کر دیتا ہے، تاویل کرتا ہے خود سے، پھر کفر میں جا پڑتا ہے

Scanned with CamScanner

حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے اور پھر حق کو قبول نہیں کرتا ہے۔
جھگڑنے کی وجہ سے۔ اور یہ حرام ہے۔ پھر اس طرح وہ قرآن کا
منکر ہو جاتا ہے۔ (یہ جھگڑا صاحب کو کفر میں ڈال دیتا ہے۔
حرف کی کمی یا اثبات پر

باب فی لزوم السنۃ

حاشیہ السندی

امام بیہقی:

دو وجہوں پر محمول کیا گیا۔

1۔ مراد ہے مجھے وحی باطن غیر متلو دی گئی ہے۔

= جو کہ اسی کی مثل ہے جس کی
تلاوت کی جاتی ہے۔

= حدیث: (اعتقاد میں مثل نہیں ہے قرآن
جبکہ عمل میں قرآن کی مثل ہے)

= کہ قرآن میں الفاظ و مفہوم دونوں اللہ کی طرف سے
ہوتا ہے۔ حدیث میں الفاظ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔

کیونکہ قرآن کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا اور اگر حدیث کا انکار کرے
تو گمراہ ہوگا۔

2۔ دوسرا احتمال ہے کہ قرآن دیا گیا۔ (کتاب، وحی ظاہر متلو)

مثلہ...

آپکو اذن دیا گیا کہ آپ وضاحت کریں اُسکی جو آپ کو دیا گیا۔
اللہ نے آپکو اختیار دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرام و حلال کو جاری فرمائیں۔
کسی حکم کو عام کر دیں یا خاص کر دے
یا اضافہ کر دیں۔

Scanned with CamScanner

پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو بیان فرمائیں جو کتاب اللہ میں ہے،
تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (لزوم عمل ہوگا ہمارے لیے)

(امام خطابی)

سنن کی مخالفت سے بچو جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا
اس بارے میں جو نہیں ہیں قرآن پاک میں۔

= جیسے کہ خوارج و روافض نے رد کیا اور اس چیز کو دلیل
بنایا جو صرف قرآن پاک میں ہے۔ پس اس سبب سے وہ
گمراہ ہو گئے اور سیدھے راستے سے ہٹ گئے۔

اس میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ
حدیث مبارکہ کے لیے حاجت نہیں ہے کہ اسے کتاب اللہ پر پیش
کیا جائے۔ جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ وہ تو بذات خود
حجت ہے۔

البتہ بعض نے جو روایت کی ہے کہ جب حدیث آئے تمہارے
پاس تو اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو۔ اگر وہ اس کے موافق ہو تو
اسے لے لو
اگر برعکس ہو تو چھوڑ دو۔

با- اس (جب لیکن سند میں یا حدیث میں ایسے الفاظ آجائیں
جن کا مفہوم واضح نہ ہو تو اس کو قرآن پر پیش کریگے)

حاشیہ ۱ اللہ نے لوح محفوظ پر قلم جاری فرما دیا، زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے ساتھ اور اس میں مخلوق کی تقدیر کو مقرر فرما دیا، جو ہوا اور جو ہوگا قیامت تک، اس موافقت پر جو ارادے سے متعلق ہے نہ کہ کاتب کے لکھنے کی وجہ سے

(اسناد ہی میں ہوتا ہے)

اور کہا گیا ہے کہ اللہ نے قلم کو حکم دیا کہ لوح میں لکھ دے جو بھی ہوگا مخلوق میں، ذات کے اعتبار سے، صفت کے اعتبار سے فعل چاہے شر ہو یا خیر، غرض جو بھی اس ارادے اور حکم سے متعلق ہوگا۔

اور یہ ملائکہ کے مطلع ہونے کی وجہ سے ہے اس پر جو واقع ہوگا تاکہ ان کا ایمان اور تصدیق، اس کے وقوع کے بارے میں زیادہ ہو۔

اور فرشتے جانتے ہیں مدح و ذم کے مستحق کو اور ہر ایک کے مرتبے کو ان کی تقادیر کے مطابق۔ تو اس طور پر ان کا خلاف درست نہیں، جیسے فلاں اتنے دن رہے گا زندہ۔ اتنے حج کریگا۔ لوح محفوظ پر لکھنے کی وجہ سے فرشتوں کو مطلع فرما دیا۔ اور ممدوح و مذموم ہونا بھی۔

یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔

یہ سب یہاں لوح محفوظ مراد ہے۔ (اس تقدیر میں جو مبرم ہے) اس پر نہ کوئی درج کر سکتا ہے نہ مٹا سکتا ہے۔

حدیث 4604:

ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ..

باب فی لزوم السنۃ:

★ ضیافت اسلامی معاشرے میں نہایت ہی نیک عمل ہے۔

★ اگر میزبان مہمان کی مہمانی نہ کرے تو اسکو مہمانی کی بقدر وصول کرنا ابتدائے اسلام میں درست تھا۔

بعد میں اس پر عمل نہ رہا۔

لقطۃ معاھد الا ان یستغنی...

گری پڑی چیز (یعنی لقطہ) اگرچہ کافر (ذمی) کا ہو یا مسلمان کا۔ اسے لینا جائز نہیں ہے۔ صرف اس صورت میں جائز ہے۔ کہ جب اس کا مالک اس کو چھوڑ دے اور اس سے مستغنی ہو جائے۔

← حدیث بھی بذات خود حجت ہے

حدیث 4605:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو وعظ کرتے ہوئے یہ فرماتے کہ اللہ بڑا حاکم ہے عادل ہے۔ شک کرنے والے ہلاک ہوگئے۔

1 دن وعظ کرتے بیٹھے تو فتنوں کے متعلق خبر دی۔ اور فرمانے لگے تمہارے بعد بڑے بڑے فتنے ہونگے، مال کی کثرت ہوگی۔ قرآن پاک آسان ہوگا (ہر کوئی لے گا)

احذرکم زیغۃ الحکیم

مراد ہے کہ عالم کے فتنے سے بچو

ہر طرح کے طبقے میں قرآن عام ہو جائے گا (عورت، مرد، منافق، مؤمن، چھوٹے، بڑے میں)

لوگوں کو کیا ہوا کہ میری پیروی نہیں کرتے حالانکہ میں قرآن پڑھتا ہوں۔ (وہ خود سے تفسیر بتائے گا۔ معنی بتائے گا)

Scanned with CamScanner

اور جب دیکھے گا کہ لوگ شیطان کے پیروکار ہو گئے ہیں سنت کو چھوڑ دیا۔ تو وہ سوچے گا کہ کیوں نہ میں بدعت ایجاد کر دوں تاکہ لوگ میرے پیچھے چلیں۔ تو خبردار اس کی نکالی ہوئی بدعت سے بچتے رہو کیونکہ وہ گمراہی ہے۔

آدمی اگر منصف، حق پرست ہو تو اس پر باطل کی تاریکی ظلمت نہیں چھپتی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے باطل کی نشانی یہ بیان کی کہ وہ قرآن و سنت میں نہ ہو اور عقل سلیم بھی اسے قبول نہ کرے۔ عقل سلیم چونکہ اللہ نے ہر شخص میں رکھی ہے اگر انسان اسکو درست استعمال میں لائے تو وہ باطل چیزوں سے بچا سکتا ہے اپنے آپکو۔

اسی لیے امام اعظم کے نزدیک: اُس پر بھی ضروری ہے اسلام لانا جو جنگلوں میں رہتا ہے۔

وجہ: اللہ نے عقل سلیم رکھی ہے۔

عالم کے فتنے سے ڈرایا

یعنی عالم شخص کی گمراہی کی بات ہے
کیونکہ عالم کا فتنہ بڑا سخت ہوتا ہے۔ وہ جھوٹی باتوں غلط استدلال اور چرب زبانی سے عوام کو فریفتہ کر لیتا ہے۔ آج یہی حال ہے۔ باطل پرست قرآن و سنت سے الگ ہٹ کر نئی نئی بدعتوں میں عوام کو پھنسائے ہوتے ہیں۔
فتنے کے وقت میں طالب حق کو چاہیے کہ وہ قرآن و سنت کو دیکھے۔ صحیح احادیث پر غور کرے۔ اور جن امور کی اسلام میں اجازت ہے، وہی کرے۔ ان کے علاوہ جن کی

اصل قرآن میں نہیں ہے۔ سنت انہیں چھوڑ دے۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی 2 اقسام ہیں۔

1. **بدعت سیئہ:** وہ نو پید چیز جو قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مخالف ہو۔ جیسے داڑھی منڈانا، اسکی نئی تراش خراش

2. **بدعت حسنہ:** وہ نو پید چیز جو قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کے مخالف نا ہو۔ جیسے تراویح کی جماعت وغیرہ۔

Pg 288

حدیث = 4606

قدر: فتحہ کے ساتھ ہے۔

جو اللہ نے اپنے فیصلے سے مقدر فرمایا۔

شرح السنہ

ایمان بالقدر فرض، لازم ہے۔

اور وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے بندوں کے اچھے برے اعمال کو ان کی تخلیق سے پہلے لکھ دیا۔

ان تمام قضا یا اور قدر سے مراد ہے اسکی مشیت و ارادہ۔

علاوہ اس کے کہ وہ انکے ایمان و فرمانبرداری پر راضی ہو۔ اور اللہ نے ان پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور کفر سے راضی نہ ہونا پہلے ہی سے مقدر فرمایا ہے۔

اور معصیت سے بھی۔ اور اس پر عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔

-1 مب
مثال
-2
مثال
-3
مثال

Scanned with CamScanner

لوحِ محفوظ پر لکھ دینے سے یہ لازم نہیں کہ اس لکھے ہوئے پر مجبور کیا گیا۔ بلکہ بندے کے سامنے خیر و شر رکھ دیا گیا اور ارادہ دیا گیا۔

اللہ نے اپنی مشیت میں جان لیا کہ وہ کیا کریگا۔ تو اسے لکھ دیا لوحِ محفوظ پر

اور تقدیر اللہ کے رازوں میں سے 1 راز ہے۔

تقدیر کی اقسام

تقدیر کی 3 اقسام ہیں

1. **مبرم حقیقی**: یہ وہ تقدیر ہے جو کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔ اگر مقبول بندے اس کے بارے میں سوال کریں تو انہیں روک دیا جاتا ہے۔

مثال (مثال: حضرت ابراہیم نے حضرت لوط کی قوم کے بارے میں عرض کیا تھا)

2. **معلق محض**: یہ تقدیر وہ قسم ہے جس کا ملنا کسی چیز پر موقوف ہو معلق ہو۔ فرشتوں کو بھی علم دیا گیا اور اکثر اولیاء کی دعا سے ٹل جاتی۔ (مثال: حدیث: تقدیر کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے)

مثال

3. **معلق شبیہ بہ مبرم**: یہ وہ تقدیر ہے جس کا ملنا اللہ کے علم میں کسی چیز پر موقوف ہے۔ فرشتوں کو علم نہیں دیا گیا۔ اس لیے یہ تقدیر بظاہر مبرم کی طرح نظر آتی ہے۔ اس تقدیر کو تک اللہ کے خاص الخاص اور مقبول بندوں کی رسائی ہوتی ہے۔ انکی دعا سے ٹل جاتی ہے۔ حدیث: بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

مثال غوث پاک: میں تقدیر کو بدل دیتا ہوں (باذن اللہ)

تقدیر میں زیادہ غور وفکر کرنے سے منع فرمایا

* یہ عظیم راستہ ہے اس میں نہ پڑو
* گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ
* اللہ کے رازوں میں سے راز ہے اسے نہ ظاہر کرو۔

Pg 288

حاشیہ 4 اقرار باللسان کے قدر پر

اس کو تدوین اور تالیف کے اعتبار سے بدعت کا نام دیا ہے۔

اور عقلی دلائل پر اسکی بنیاد رکھی ہے۔ اگرچہ یہ زبان سے

اقرار سنت سے ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نئی کردہ (اگر تو کوئی) چیز بہتر ہے اگرچہ

اس کے خلاف اور دوسری راہیں بھی ہوں۔ اور ان کے طریقے میں

رغبت رکھتے ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا

یہ معاملہ ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا بلکہ حال یہ ہے کہ

وہ سابقون میں سے ہے۔

آپ کے عقیدے کو جاننے کے لیے قدریہ کے فرد عمرو نے متعلق سوال
کیا۔ تاکہ آپکا عقیدہ معلوم ہو۔
جس کے بارے میں قدریہ فرقے کے لوگ آپ پر تہمت لگاتے تھے۔
تو اس کے بارے میں بعض تلامذہ اور اپنے شاگردوں نے اس بارے میں
سوال کیا تاکہ ان پر آپکا مشتبہ کلام واضح ہو جائے۔
اور لوگ جو گمان کرتے غلط تاویلیں کرتے ہیں
ان پر ظاہر ہو جائے کہ یہ آپکا مذہب نہیں بلکہ قدریہ کا مذہب
ہے

حسن نے جواب دیا کہ الجملہ یہ سلم ہیں اللہ ہر چیز کا خالق
ہے۔ لیکن شر بری چیزوں کی نسبت اللہ کی طرف کرنا تو نہیں
میں تقدیر کے بارے میں کبھی کلام نہیں کروں گا

Pg 290

حاشیہ (۶) ان کا قول سنۃ الخلفاء ..... آخر تک ، ائمہ اربعہ کی
خلافت کی غیب کی خبروں میں سے ہے یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم
ان کا قول عضوا علیہا بالنواجذ
داڑھوں کی مختلف نام
ذال کی معجمہ کے ساتھ ہے۔
جس میں سے النواجذ ہی ہے۔
نہیں
خطابی
اس کے ذریعے ارادہ ہے کہ سنت کے لزوم میں کوشش کرنا، داڑھوں
کے درمیان چیز پکڑنے کے فعل کے مشابہ ہے۔
معضوض علیہ یہ وہم کو دور کرنے کے لیے ہے کہ وہ اسے
دور کرے۔

اور یہ کسی چیز کو پکڑنے میں زیادہ سخت ہوتا ہے بلعبت
اس کے جو منہ کے سامنے والے پکڑے کہ اس کا لے لینا بھی زیادہ قوی
ہوتا ہے اور نکالنا بھی زیادہ آسان ہوتا ہے۔

صفحہ 290

حدیث 2625

حاشیہ 01

اصل میں صحیح ہے تو فرع میں صحیح فرمایا
بعض اصول و اطراف میں بھی جو بھی کلام کیا۔ وہ مثبت کلام میں
مجاز مرتے تدر سے متعلق۔ (اصل آیت و فروع کی مثبت تفسیر کی)

02

موعظۃ کی اضافت مودع کی طرف ہے۔

جب معاملہ اس طرح

03

خطابی

یعنی جو امام مقرر کیا جائے اسکی پیروی کرو۔

خطابی

اس سے یہ ارادہ کیا گیا اطاعت کرو اُسکی جو بھی تمہارا امام بنے،
یہ ارادہ نہیں کیا گیا کہ امام حبشی غلام ہو سکتا ہے۔
کیونکہ امامت کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ قریش سے ہے۔
بیان پر اطاعت کرنے پر ابھارنا مقصود ہے۔ یہ ضرب المثل

Scanned with CamScanner

کے طور پر بیان فرمایا۔
کہ امامت قریش سے ہوگی۔
قرشی ہونا امام کے لیے شرط ہے۔
جیسے
جو اللہ کے لیے مسجد بنائے اگرچہ وہ چڑیا کے گھونسلے کے برابر ہو۔
تو اسکو مسجد بنانے کا ویسا ہی اجر ملے گا جس نے بڑی بنائی۔
یہ بھی ضرب المثل کے طور پر ہے۔
اگر فلانہ چوری کرتی تو میں اسکے ہاتھ کاٹ دیتا حالانکہ ان کا
چوری کرنے کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے
اللہ نے لعنت فرمائی چور پر اگرچہ انڈہ چوری کرے۔
اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔

صبر کا حکم اس پر جو اللہ کی طرف سے مصیبت پہنچی، اس پر
صبر کرتا ہے۔ (مصیبت پر صبر کرنا درد و بیماری پر صبر کرنے
کے مشابہ ہے۔

ان کل بدعۃ

یہ بعض کے علاوہ بعض میں خاص امر ہے۔
ہر وہ چیز جو بغیر مثال کے نکالی جائے، اصل دین میں،
قیاس، عبارت نص سے ثابت نہ ہو (واضح نہ ہو) تو وہ بدعت سیئہ ہے۔

اور جہاں تک جو اصول دین پر مبنی ہو اور مردود
نہ ہو تو وہ بدعت وضلالت نہیں۔

شیعہ ملک المتنطعون...

(خطابی)

متنطع سے مراد کسی شئے میں گہرائی سے بات کرنا۔

اہل کلام سے مذہب پر شدید بحث کرنے والا ہو۔

اس معاملے میں جس کے بارے میں غور و خوض کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جس تک عقلیں نہیں پہنچ سکتیں۔

(نہایہ)

وہ ہے جو غوطہ زنی کرتے ہیں علم الکلام میں کلام کرنے کے متعلق

(متنطعون)

نطع سے ماخوذ ہے۔

منہ کے اوپر کھلا حصہ۔

پھر یہ ہر عمیق چیز کے لیے استعمال ہونے لگا۔

قول ہو یا فعل

Scanned with CamScanner

7. باب من دعا الی السنۃ

مفتی احمد یار خان:

نیکی کرنے والا کرانے والا۔ بتانے والا اور مشورہ دینے والے سب ثواب کے حق دار ہیں۔

حدیث: نیکی کی طرف رہنمائی کرنیوالا نیکی کرنے والے کی طرح ہے

الغرض کسی بھی نیکی میں معاونت کرنا ثواب کا باعث ہے۔

حدیث 2426 حاشیہ 1 من اجل مسئلتہ...

یعنی وہ چیز اس کے سوال کی جلد بازی کی وجہ سے حرام ہوگئی۔ اس لیے کہ وہ دہرا رہا تھا۔ جبکہ اس پر سکوت کا حکم تھا۔ اور بولنے سے منع کیا گیا تھا۔ تو اس سوال کرنے کی وجہ سے حرام ہونے کی سزا دی گئی

طیبی ، بعض شارحین

یہ اس شخص کے حق میں ہے جو فضول بے کار سوال کرتا ہے اور اس میں پڑتا ہے جس میں پڑنے کی حاجت نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے سزا دی گئی۔ یہ بدلہ ہے۔ (حلال چیز حرام ہوگئی یا حرام چیز حلال ہوگئی) اس فضول سوال کی وجہ سے اب وہ یہ کرتا رہے گا۔

علماء فرماتے ہیں: یہاں کے

اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ شرع میں وارد ہونے سے پہلے یہاں تک کہ منع ہونے پر دلیل قائم ہو جائے۔

ابن ملاء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسئلے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے

اور اس کا جواب نہیں دیا

تو سائل کو اس سوال سے منع کیا گیا

اور اگر انہوں نے اجازت دی تو یہ اس کے لیے پختہ ہو جائے گا۔ اور دوسروں کے لیے بھی پختہ ہونے کا سبب بن جائے گا

اور جہاں تک تعلق ہے گناہ کو جاری کرنے کا =

تو یہ تمام مسلمانوں

جو اس پر حکم پوشیدہ ہے حکم: واجب، مندوب یا مباح

تو یہ اس وعید میں شامل نہ ہوگا۔

﴿فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾

بنی اسرائیل کا واقعہ، حج کے وجوب کا حکم:

حدیث: مجھ سے ایسے سوال نہ کرو۔ جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کیے۔

تو اس کے بارے میں

بنی اسرائیل نے پوچھا گائے کیسی ہے؟

رنگ کیا ہو؟

اگر بنی اسرائیل فضول سوال نہ کرتے تو کوئی بھی ذبح کر دیتے اور اسکی دم مردہ پر مارتے تو قاتل کا نام بتا دے گا یہ مردہ۔

حدیث

سفینہ بیان کرتے ہیں :

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ
خلافت 30 سال تک رہے گی اس کے بعد ملک ہوگی۔

حضرت ابوبکر کی خلافت	2 سال
" عمر "	۱۰ سال
" عثمان "	۱۲ سال
" علی "	6 سال

رضی اللہ عنہم

لانعدل: ہم افضل قرار نہیں دیتے۔ ابوبکر سے

یا انکے برابر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے۔

لانساوی کے معنی میں ہے لانعدل۔

اسکے بعد عمر پھر عثمان کو افضل جانتے۔

عثمانِ غنی کے بعد صحابہ کرام آپس میں کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیتے

ثم: نترک اصحاب النبی

یہ جملہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے: کہ بقیہ کو اس کے حال

پر چھوڑ دیتے۔ کسی کو فضیلت

وہ فضیلت جو حضور نے کچھ صحابہ کی بیان مخصوص فرمادی

وہ مستثنیٰ ہے جیسے اہل بدر، اہل احد، اہل بیعت رضوان

پھر علماء صحابہ کرام۔ اسی طرح اہل بیت، وہ چھوٹی جو قریب

سے ہیں اہل بیت، پھر اس کے علاوہ حسنین کریمین ہیں

اس کے علاوہ حدیث حضرت علی سے بھی مروی ہے۔ 3

جس کے راوی محمد بن حنفیہ ہیں، جو کہ ابن علی بن ابو طالب

ہیں۔ **حدیث:**

انہوں نے پوچھا: رسول اللہ کے بعد لوگوں میں کون افضل

ہے۔ فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر فرماتے ہیں مجھے

خوف ہوا کہ میں کہوں پھر کون تو وہ عثمان فرمادیں گے۔ پھر میں نے کہا آپ۔ اے والد؟

فرمایا کہ میں تو ایک مسلمان ہوں۔

سوال کا مقصد

تاکہ واضح ہو جائے کہ صحابہ کرام میں فضیلت کس

کو حاصل ہے اور ولایت کا حق دار کون تھا۔ لیکن جب حضرت علی

نے خود ہی ابوبکر کا نام واضح کیا۔ تو اس سے یہ بات روز روشن

کی طرح عیاں ہوگئی کہ خود حضرت علی

حضرت ابوبکر

کی خلافت و ولایت کے قائل تھے۔
حضرت علی نے بھی حضرت ابوبکر کی بیعت کی تھی۔
آقا نے دینی معاملات میں امام بنایا ابوبکر کو۔ سارے صحابہ کا اجماع تھا۔
تو صحابہ فرماتے کہ آقا نے دینی معاملات میں ہمارا امام بنایا تو وہ دنیا میں بھی ہمارے امام ہیں
آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصالِ ظاہری کے بعد انصار و مہاجرین اک جگہ جمع ہوئے تو ان میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ خلیفہ کس کو بنایا جائے۔ تو بعض صحابہ نے مہاجرین میں سے خلیفہ کو بنایا جائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہاجر تھے۔
بعض انصار میں سے خلیفہ بنایا جائے۔ کہ انصار نے مومنین کی مدد کی۔ پناہ دی۔ جان و مال ان کے حوالے کیے۔ ہر چیز میں انہیں شریک کیا۔ لہٰذا خلیفہ اسکو بنایا جائے جو انصار میں سے ہو۔
صحابہ کی اس مجلس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ نے ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔
اور دلیل اسکو بنایا گیا۔ کہ آقا نے اپنی علالت میں ابوبکر کو امام بنایا عمر نے آگے ہونا چاہا تو فرمایا صلی نے نہیں اے عمر۔ اللہ اور مومنین ابوبکر سے راضی ہیں۔ وہی نماز پڑھائیں گے لوگوں۔ تو جب آقا نے دینی امور میں ابوبکر کا نام واضح فرما دیا۔ تو دنیاوی امور تو اس کے بعد آتے ہیں۔
تو تمام صحابہ کے اتفاق کے ساتھ ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا اور سب نے آپکی بیعت کی۔

Scanned with CamScanner

تو خشیت ان اقول : کہ حضرت علی نے حضرت عمر کے بعد عثمان غنی

کا نام دیا۔ اور جب آپ سے ان کی اپنی فضیلت کے بارے میں پوچھا گیا

تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے 1 آدمی۔

بہ کمال عاجزی کے طور پر فرمایا

حسن بصری، خلفاء راشدین کی پیدائش و وصال

حکایات

امام حسن بصری

ولادت :

حضرت عمر فاروق اعظم کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر نے ہی ان کا نام حسن رکھا کیونکہ وہ نہایت حسین تھے۔ اور آپکے لیے دعا فرمائی

نام : نام : حسن

کنیت : کنیت : ابو محمد، ابو سعید، ابو النصر، ابو علی

والد و والدہ : موسیٰ راعی زید بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے

والدہ ام المؤمنین ام سلمہ کی لونڈی تھیں

خصوصیات :

⇐ آپ کے وعظ میں کثیر تعداد شامل ہوتی۔ جن میں علماء و اولیاء بھی شامل ہوتے تھے آپ زہد و ریاضت میں کامل تھے، سے ہمیشہ باوضو رہتے تھے

بلال بن ابی بردہ فرماتے : (میں نے حسن بصری سے زیادہ کسی کو صحابہ سے مشابہ نہیں پایا)

وصال : 1 رجب ۱۱۰ ہجری، 89 سال کی عمر میں بصرہ میں انتقال کیا۔ (1 قول : 4 محرم ۱۱۱ ہجری)

Scanned with CamScanner

باب فی الخلفاء

خلافت کے لغوی معنی: جانشینی اور کسی کی جگہ پر اس کے بعد بیٹھنے کے ہیں۔

اسکو امام کے لفظ سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر اور انبیاء سیاست کرتے تھے جب 1 پیغمبر مرتا تھا تو دوسرا پیغمبر پیدا ہوتا تھا۔ لیکن پیغمبری ختم ہو گئی ہے۔ تم میں خلفاء ہونگے۔

اس سے پتہ چلا خلافت، پیغمبری کی نیابت ہے۔

نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

اسلام میں خلافت کے فرائض اس قدر وسیع ہیں کہ تمام دینی و دنیوی مقاصد کی تکمیل اس کے تحت میں آجاتی ہے۔

⇐ خلیفہ مہاجرین اول میں سے ہو، صلح حدیبیہ اور دوسرے اہم غزوات میں شامل ہو اور سورۂ نور کے اترنے کے وقت موجود رہا ہو۔

آیت

★ وہ لوگ جن کو ہم اگر زمین میں جگہ دے دیں تو یہ لوگ نماز قائم کریں گے زکوۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

★ محمد رسول اللہ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مقاصد خلافت میں شامل ہیں۔

اوصاف

1. وہ مبشر بالجنہ ہیں۔

2. وہ امت کے طبقہ علیا یعنی صدیقین، شہداء، صالحین میں شامل ہوں

Scanned with CamScanner

خلافت کا مستحق ہو۔ 3

خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدے کئے ہیں وہ اس 4

اس کی ذات سے پورے ہوں۔

اس کا قول حجت ہو۔ 5

رات سے مراد

Pg 291 حاشیہ 4

صبح اور ظہر کے درمیان کوئی خواب دیکھے تو اسے کہتے ہیں

رایت اللیلۃ

ظہر کے بعد سے لے کر رات تک دیکھے: رایت البارحۃ کہتے ہیں

اخطات خطائی

مجھ تک خبر پہنچی از ابو جعفر از بعض سلف

انہوں نے سمن اور عسل میں سے 1 کی تفسیر میں

خطا کی تھی۔ کہ قرآن کی نرمی اور حلاوت سے کی دونوں کی تفسیر

جب کہ 1 سے مراد قرآن تھا

دوسرے سے مراد سنت تھی۔

حاشیہ قولہ 1

رسی سے ٹوٹنے سے مراد: ان واقعات کی طرف

اشارہ ہے۔ جو عثمان غنی کے دور خلافت میں ہوئے۔

عثمان شہید ہو گئے تو شہادت کو رسی جڑنے سے تعبیر (اور صاحب خواب کا سے لاحق ہونے کو)

کیا گیا۔

حاشیہ 2

یعنی قسم کی تکرار نہ کرو۔

میں تمہیں خطا کی خبر نہیں دونگا۔ یعنی جس چیز میں

خطا کی ہے اس میں غور و فکر کرو

امام نووی علیہ الرحمہ

کیا کیا نبی نے ابو بکر کی قسم کو پورا نہیں فرمایا کیونکہ
قسم کو پورے کرنے کا جہان فرمایا گیا ہے
اس میں ضروری ہے کہ اس سے
⇐ نہ فساد ہو نہ ظاہری مشقت ہو
اور اگر فساد پایا جائے تو ضروری نہیں ہے پورا کرنا
اور یہاں فساد ذالنے والی چیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رسی ٹوٹنے کی خبر دینا ہے۔ رسی ٹوٹنا انکا قتل تھا۔ اور وہ فتنے کے سبب شہید ہوں گے
جو کہ آپ پیروار د ہوئے۔
تو آپ نے پسند نہ فرمایا کہ اسے بیان کریں
اس کا چرچا کرنے کے خوف سے۔
ابو بکر نے (رجل) مردوں کے تعین کو ترک کیا تھا تو یہ غلطی کی تھی۔ تو غلطی اس لیے نہ بیان کی کہ آپکو اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا
اگر آپ مردوں کا نام بتاتے نص ہو جاتی خلافت پر
اللہ کی مرضی منشا یہی تھی کہ ویسی ہی ثابت ہو جیسے ہوئی
یعنی امت کے اجماع سے۔
اس لیے خلافہ بتائی۔
اور یہ فرمایا کہ مجھے قسم نہ دو میں نہیں بتاؤں گا۔

3 خلفاء کا ذکر ہے۔ کیونکہ پہلے دو خلیفہ آخر تو اجماع تھا۔
تیسرے میں اختلاف شروع ہوا
اور جو

1 کا دوسرے پر فضیلت بیان کرنا

پلڑا اٹھا لیا گیا اس لیے کراہت کے آثار تھے۔

حدیث 4634

کسی نے خواب دیکھا تو بیان کرے یہ پوچھنے کی وجہ

جو خواب بیان کرے تو آقا اسکو تعبیر بیان کر دیں تو وہ کام رائج ہو جاتا۔

جو خواب تائید ہو جائے آقا کی طرف سے وہ حجت ہو جاتا۔ قوت و پختگی آ جاتی

جیسے اذان، ایک صحابی نے دیکھی تو

بیارے آقا کی تائید کے بعد رائج ہو گئی۔

آدمی نے کہا میں نے میزان دیکھا

یہ اصل میں دو لوگوں کی فضیلت بیان کرنے کے لیے تھے۔

کہ وزن زیادہ ہو تو قیمت زیادہ ہوتی۔

افضلیت مراد ہے۔

= ابوبکر عمر سے افضل ہیں۔

عمر و عثمان کا وزن کیا گیا تو عمر افضل ہیں زیادہ

عثمان سے۔

ثم رفع المیزان ....

علی اور عثمان کا وزن نہ کیا گیا۔

اس طرف اشارہ ہے کہ

علی اور عثمان کے درمیان افضلیت میں اختلاف

ہے

حدیث: ہم ابوبکر کو صحابہ میں فضیلت دیتے پھر عمر کو اس کے

بعد کسی کو فضیلت نہ دیتے

رأينا الكراهية   اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے

فتنہ کو جان لیا تھا۔

ابوبکر اور عمر کی خلافت کے بعد انحطاط جان لیا تھا۔

شان و شوکت نہ رہے گی۔

خلافت   ستا

(خلافت)

ابوبکر اور عمر کامل طور پر تھے خلیفہ

کیونکہ بادشاہت سے محفوظ تھی ملی ہوئی نہیں تھی۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دو کامل باقی ناقص ہیں۔

عثمان کے بعد امیر معاویہ نے بادشاہت قائم کر لی تھی۔ کہ

خلافت کے ساتھ بادشاہت بھی تھی شام میں۔

⇐ خلافت راشدہ کے بعد کاٹنے والی بادشاہت تھی۔

وزن ان میں کیا جاتا ہے جو قریب قریب ہے۔

اس لیے ابوبکر آقا کے قریب تھے۔

⇐ دو خلیفہ کے بعد نیابت قریب کی نہ تھی۔ کیونکہ تنازع

واقع ہو گیا تھا۔

عثمان میں لڑائی جھگڑے

علی کے دور میں امارت۔

اس لیے ان دو کا آپس میں وزن نہیں دکھایا گیا۔

= خلیفہ کی بیعت ارادت کی بھی ہوتی اور بادشاہت کی

بھی امیر و پیر دونوں کی مانتے ہیں۔

= خلفاء راشدین کے بعد ارادت کی بیعت نہیں ہوگی۔

بلکہ اس کے لیے الگ بیعت کرنی ہوگی

حدیث 4636:

اری اللیلۃ رجل صالح...

ہر خواب کی تعبیر نہ بیان کی جائے کہ لوگوں کے فہم پر چھوڑنا سنت ہے۔

رجل صالح آقا نے بیان فرمایا۔ مگر ہم 1 دوسرے کو نہیں کہیں گے۔

ذمہ داری کا بیان ہے۔ یعنی ذمہ داری کا سنبھالنا

صلوا علی الحبیب

صلی اللہ علی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث 4637:

شربا ضعیفا

ہر اقبھا کنارے

کمزوری مراد نہیں نرمی و شفقت مراد ہے۔

ابوبکر بہت نرم تھے۔

خلافت میں کمزوری مراد نہیں

ابوبکر اپنی رعایا پر شفیق تھے۔

یہاں تک کہ انہوں نے کیا ہوا تھا کہ کمزوری بنتا رہنا

فشرب حتی تضلع

عمر کی سلطنت عظیم تھی۔

سیر ہو کر پیا سلطنت عظیم مراد ہے۔

عثمان کی حکومت 12 سال تھی۔ عوام میں بہت مقبول تھے۔

جاء علی تاخذ... ڈھول لڑھک گیا پانی گر گیا

ترقی نہ ہوئی، لڑائیاں ہوئیں

فتوحات نہ ہوئی

1

علی کے دور میں خانہ جنگی ہوئی۔ جیسے
جنگ جمل جنگ صفین۔

ان کے مشیر ہم جیسے لوگ ہیں اور ہمارے مشیر تم جیسے
لوگ۔ (حضرت علی نے فرمایا)
جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کے دور میں ترقی کیوں نہ ہوئی؟

خلفاء راشدین

1. ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام و نسب: آپ کا نام عبداللہ اور ابوبکر کنیت اور صدیق
وعتیق لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے
آپ واقعۂ فیل کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

★ **صدیق اکبر اور احادیث مبارکہ**

ابوبکر سے مخاطب ہو کر فرمایا،
یعنی اے ابوبکر! سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں
داخل ہو گے۔

★ **حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:** حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَشُکْرُہٗ
وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِیْ

وفات: 22 جمادی الاخریٰ 13ھ کو وفات ہوئی اور آقا کے مبارک پہلو میں مدفون ہیں۔

2. عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نام و نسب: نام عمر، کنیت ابوحفص، لقب
فاروق اعظم ہے۔ والد کا نام خطاب ہے۔
آپ واقعۂ فیل تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔
آپ متمم الاربعین کہا جاتا ہے کیونکہ آپ 40 ویں اسلام
قبول کرنے والے تھے۔

روایات....

★ اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

★ اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔

وفات: 26 ذوالحجہ 23ھ میں آپ زخمی ہوئے، تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن امورِ خلافت کو انجام دے کر 63 سال کی عمر میں وفات پائی

3. عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

نام ونسب: نام عثمان کنیت ابوعمر لقب ذوالنورین

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف

آپکی پیدائش عام الفیل کے چھ سال بعد ہوئی

روایت....

1 روز نبی کریم حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی احد پہاڑ پر چڑھے کہ کیا یک وہ ہلنے لگا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا **اثبُت اُحُدُ مَا عَلَيكَ إلّا نَبِيٌّ أوْ صِدِّيقٌ أوْ شَهِيدَانِ**

فرشتے بھی عثمان سے حیا کرتے ہیں۔

وفات: 35ھ ماہ ذی الحجہ میں شہید ہوئے۔

4. علی رضی اللہ عنہ

پیدائش: علی بن ابی طالب کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے

آپ واقعہ فیل کے 30 سال بعد پیدا ہوئے۔

روایات....

★ **مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي**

★ جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی

وفات: 40ھ 21 رمضان میں وفات ہوئی

حدیث 4648 حاشیہ 2

فلاں کو فرمایا : مراد امیر معاویہ

خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوتے : مغیرہ بن شعبہ

ظالم کہنے کی وجہ

مغیرہ علی پر اعتراض کر رہے تھے

امیر معاویہ کو علی پر فضیلت دے رہے تھے۔

کنایہ بہتر تھا تاکہ صحابیت کا شرف مجروح نہ ہو۔

(حاشیہ 3)

خطابی

حراء مکہ میں مقام ہے۔

اصحاب حدیث دو جگہوں پر غلطی

حاء کو مفتوح پڑھتے ہیں جبکہ مکسور ہے

راء کو مکسور " مفتوح ہے۔

الف کو جزم کے ساتھ پڑھتے ہیں جبکہ مد کے ساتھ ہے۔

(حاشیہ 4)

اثبت ضربھا

ان الفاظ میں مقصود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب مراد ہے۔

ملا علی قاری

جنہوں نے آپکی صحبت پائی۔

1 روایت علماء کی فرماتے ہیں

علم غیب ثابت ہوتا ہے

صدیق ابو بکر

شہید عمر

ابوعبیدہ موجود

۳ آقا ابوبکر عمر علی طلحہ زبیر

تھے۔ تو پہاڑ حرکت میں آیا۔

پہاڑ سے آقا نے فرمایا

اے حرا ٹھہر جا تم پر 1 نبی، 1 صدیق

اور 2 شہید ہیں۔

متعدد روایات ہیں۔

کہ ۱۰ کا ذکر ہے۔ اس میں ابوعبیدہ کا ذکر نہیں۔

تطبیق

مختلف اوقات کے اعتبار سے ذکر ہے۔

بعض پر حقیقت کے اعتبار سے گواہی کا ثبوت ہے

بعض پر حکماً

حدیث 4649

حاشیہ کے

یہ 1 حدیث ان دسوں کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

انکی شہرت کے سبب بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اکٹھے ذکر کیا،

اس شہرت کے باعث ذکر کیا، اس ترتیب کے ساتھ

اور بعض میں مختلف ترتیب ہے۔

یہی اہلسنت کا مذہب بھی ہے۔

اور انکی ترتیب پر بھی اعتقاد ہے۔

حجاج بن یوسف

پیدائش: 1 جون 661 ء

طائف میں پیدا ہوا

عہدے پر 685 - 714ء تک رہا۔ (گورنر)

بچپن طائف میں گزرا

ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی جو مدرس تھا۔

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرس بن گیا لیکن حکمرانی کا جنون تھا

ہم جماعت پر بھی رعب ڈالنے کی کوشش کرتا اور کہتا میں حکمران ہوں

تدریس چھوڑی اور طائف چھوڑ کر دمشق چلا گیا۔

جہاں عبدالملک بن مروان کے وزیر کے ماتحت ہوا

اس کے وزیر نے صلاحیتیں دیکھی تو اس کو وزیر مقرر کر دیا۔

مکہ میں عبداللہ بن زبیر رہائش پذیر تھے جنہوں نے اموی

خلافت عبدالملک بن مروان ؎

عبدالملک بن مروان کو عبداللہ کی حکومت ختم کرنی کی

ایسی ضرورت تھی جوان کو شہید شخص کی

حجاج کو انچارج بنایا اس مہم کا

حجاج بن یوسف نے مکہ کی ناقہ بندی کی۔ راستے بند کر کے

غذائی بحران کیا۔ اور سنگ باری کی۔ انتہائی سفاکی سے عبداللہ

بن زبیر کو شہید کر دیا۔ کئی روز پھانسی پر لٹکائے رکھا۔

نتیجۃً حجاج کو حجاز کا گورنر بنا دیا گیا۔ کچھ عرصہ تک مکہ میں مقیم رہا

اور اس شخص کو قتل کروایا جس سے اموی اقتدار کے خلاف زبان کھولنے کی

توقع تھی۔ لوگ اس کے مظالم سے عاجز ہو گئے اور اموی غلامی پر خاموش

ہو گئے۔

مکہ سے مدینہ آیا۔ صحابہ و تابعین کی کثیر جماعت تھی۔

اہل مدینہ کو جمع کرکے تقریر کی اور اپنی بیعت پر آمادہ کرنا چاہا، اہل مدینہ
خاموش رہے اور بیعت بھی نہ کی۔ اس نے انہیں دو دن کا وقت دیا اور
ساتھ ہی قتل و غارتگری شروع کر دی۔ اہل مدینہ اسکے مظالم سن اور دیکھ چکے
واقعہ حرہ بھی انہیں بھولا نہیں تھا۔ انہوں نے عبد الملک کی بیعت کر لی۔
حجاج نے معززین کی فہرست تیار کی جنکو ۱، ۱ کر کے شہید کیا
جس سے اموی حکومت کو خطرہ تھا۔ بالآخر مدینہ سے نکلا اور عراق
اسکا تبادلہ کیا گیا۔

حضرت سعید بن جبیر جو کہ ایک تابعی بزرگ تھے۔ ایک دن
ممبر پر بیٹھے ہوئے یہ الفاظ ادا کیے کہ "حجاج ایک ظالم شخص ہے"
ادھر جب حجاج کو پتہ چلا کہ آپ میرے بارے میں ایسا گمان کرتے
ہیں تو آپکو دربار میں بلا بھیجا، پوچھا، کیا تم نے میرے بارے میں ایسی باتیں
بولی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں بالکل تو ایک ظالم شخص ہے۔
یہ سن کر حجاج کا رنگ غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ کے قتل کے احکامات
جاری کر دیے۔ جب آپکو قتل کے لیے دربار سے باہر لے کر جانے لگے تو
آپ مسکرا دیے۔
حجاج کو ناگوار گزرا اس نے پوچھا کیوں مسکراتے ہو۔ تو آپ نے جواب
دیا تیری بیوقوفی پر اور جو اللہ تجھے ڈھیل دے رہا ہے اس پر مسکراتا ہوں۔
حجاج نے پھر حکم دیا کہ اسے میرے سامنے ذبح کر دو
جب خنجر گلے پر رکھا گیا تو آپ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا اور یہ کلمہ
فرمایا: اے اللہ میرا چہرہ تیری طرف ہے تیری رضا پر
راضی ہوں یہ حجاج نہ موت کا مالک ہے نہ زندگی کا۔
جب حجاج نے یہ سنا تو بولا اسکا رخ قبلہ کی طرف
[illegible] قبلہ [illegible] رخ پھیرا تو آپ نے فرمایا:

یا اللہ رخ جدھر بھی ہو مشرق و مغرب ہر طرف
تیری حکمرانی ہے۔ میری دعا ہے کہ میرا قتل اسکا آخری ظلم ہو
میرے بعد اسے کسی پر مسلط نہ فرمانا۔
جب آپکی زبان سے یہ جملہ ادا ہوا اسکے ساتھ ہی آپکو قتل کر
دیا گیا اور اتنا خون نکلا کہ دربار تر ہو گیا۔ 1 سمجھدار بندہ بولا
کہ اتنا خون تب نکلتا ہے جب کوئی خوشی خوشی مسکراتا ہوا اللہ کی
رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔

حجاج بن یوسف کے نام سے سب واقف ہیں، حجاج کو
عبد الملک نے مکہ، مدینہ طائف اور یمن کا نائب مقرر کیا تھا۔ اور
اپنے بھائی بشر کی موت کے بعد اسے عراق بھیج دیا جہاں سے وہ کوفہ
میں داخل ہوا، ان علاقوں میں 20 سال تک رہا۔ اس نے
کوفہ میں بیٹھ کر زبردست فتوحات حاصل کیں۔
اس کے دور میں مسلمان مجاہدین، چین تک پہنچ گئے تھے۔
حجاج بن یوسف نے قرآن پر اعراب لگوائے۔
اللہ نے اسے بڑی فصاحت و بلاغت اور شجاعت سے نوازہ
تھا۔ حجاج حافظ قرآن تھا۔
شراب نوشی اور بدکاری سے بچتا تھا۔
وہ جہاد کا دھنی اور فتوحات کا حریص تھا۔
مگر اسکی تمام اچھائیوں پر اسکی ایک برائی نے پردہ ڈال دیا تھا
اور وہ برائی کیا تھی؟ "ظلم"

Scanned with CamScanner

حجاج بہت ظالم تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک خون خوار
درندے کا روپ دھار رکھا تھا۔ ایک طرف موسی بن نصیر اور محمد
بن قاسم کفار کی گردنیں اڑا رہے تھے۔ اور
دوسری طرف وہ خود اللہ کے بندوں، اولیاء، علماء کے خون
سے ہولی کھیل رہا تھا۔

حجاج نے 1 لاکھ بیس ہزار انسانوں کو قتل کیا ہے۔ اس
کے جیل خانوں میں ایک ایک دن میں اسی اسی ہزار قیدی
ایک وقت میں ہوتے۔ جن میں 30,000 عورتیں تھیں۔ اس نے آخری
جو قتل کیا وہ عظیم تابعی اور زاہد و پارسا انسان سعید بن جبیر کا
تھا۔

انہیں قتل کرنے کے بعد حجاج پر وحشت سوار ہو گئی۔
وہ نفسیاتی مریض بن گیا تھا۔ حجاج جب بھی سوتا حضرت سعید
بن جبیر اس کے خواب میں آ کر اس کا دامن پکڑ کر کہتے کہ اے دشمن
خدا تو نے مجھے قتل کیوں کیا۔ میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا؟ جواب
میں حجاج کہتا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہو گیا؟

اس کے ساتھ حجاج کو وہ بیماری لگ گئی جس
کو زمہریری کہا جاتا ہے۔ اس میں سخت سردی کلیجے سے
اٹھ کر سارے جسم پر چھا جاتی تھی۔ وہ کانپتا تھا۔ آگ سے
بھری انگیٹھیاں اس کے پاس لائی جاتی تھیں اور اس قدر قریب
رکھ دی جاتی تھیں کہ اسکی کھال جل جاتی تھی مگر اسے احساس
نہیں ہوتا تھا۔

حکیموں کو دکھانے پر انہوں نے بتایا کہ پیٹ میں سرطان

ایک طبیب نے گوشت کا ٹکڑا لیا اور اسے دھاگے کے ساتھ باندھ کر حجاج کے حلق میں اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد دھاگے کو کھینچا تو اس گوشت کے ٹکڑے کے ساتھ بہت عجیب نسل کے کیڑے چمٹے ہوئے تھے۔ اور اتنی بو تھی جو پورے ایک مربع میل کے فاصلے پر پھیل گئی ۔ درباری اٹھ کر بھاگ گئے حکیم بھی بھاگنے لگا۔

حجاج بولا تو کدھر جاتا ہے علاج تو کر۔

حکیم بولا تیری بیماری زمینی نہیں ہے آسمانی ہے۔ اللہ سے پناہ مانگ ۔

حجاج جب مادی تدبیروں سے مایوس ہو گیا تو اس نے حضرت الحسن بصری کو بلوایا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ وہ حجاج کی حالت دیکھ کر رو پڑے اور فرمانے لگے میں نے تجھے منع کیا تھا کہ نیک بندوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا، ان پر ظلم نہ کرنا، مگر تو باز نہ آیا۔

آج حجاج عبرت بنا ہوا تھا۔ حضرت سعید کی وفات کے 40 دن بعد حجاج کی بھی موت ہو گئی تھی۔

جب دیکھا کہ جینے کا امکان نہیں تو قریبی عزیزوں کو بلوایا جو بڑی کراہت کے ساتھ حجاج کے پاس آئے۔ وہ بولا میں مر جاؤں تو جنازہ رات کو پڑھانا اور صبح ہو تو میری قبر کا نشان بھی مٹا دینا کیونکہ لوگ مجھے مرنے کے بعد قبر میں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اگلے دن حجاج کا پیٹ پھٹ گیا اور موت واقع ہو گئی۔

اللہ ظالم کی رسی دراز ضرور کرتا ہے لیکن جب ظالم سے حساب لیتا ہے تو پھر فرعون جیسے خدائی کے دعویدار کو بھی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ اللہ ظالموں کے ظلم سے ہم سب کو بچائے۔

Pg 293

حدیث 4641 حاشیہ 1

یشیر الینا الخ شاید انکا اشارہ اس قول الٰہی کی طرف تھا۔

(وجاعل الذین اتبعوک) واللہ اعلم و ارلو بہا

اور وہ بنانے والا ہے جنہوں نے تمہاری پیروی کی۔

اہل شام نے عثمان کی پیروی کی۔ تو انہیں بلند مرتبہ دیا گیا۔ اور ان میں خلافت رکھی گئی۔ اور جنہوں نے علی کی پیروی کی تو انہیں اللہ نے وہ بلندی عطا نہیں کی۔ اور خلافت اٹھالی (خلافت نہ رکھی)

حدیث 4642 حاشیہ 2

انبیاء خلفاء اللہ ہیں۔

ارادہ کیا گیا پناہ مانگی ہے اللہ کی کہ مروان کو فضیلت دے انبیاء پر۔

جس نے ارادہ کیا یہ تو کفر کیا اور حق سے دور ہے۔

اصل یہ ہے کہ ہم اللہ سے عافیت کا سوال کریں۔

اور مگر اس کے معنی ظاہر نہیں۔

رسول سے مراد عثمان ہوں۔ جب انہیں بھیجا اہل مکہ کی طرف۔ اور اھل بیت سے خلیفہ سے مراد ← علی ہیں۔ اس طرح کہ آپ اہل بیت سے تھے۔ (غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے)

اس میں عثمان کی فضیلت کا پتہ چلا

اور علی کی وہ شان نہیں، فضیلت نہیں۔

4642 حاشیہ 3

جماجم۔ جمجمہ کی جمع ہے۔ لکڑی کے پیالے کو کہتے ہیں۔

اس وجہ سے غزوہ جماجم کا نام دیا عراق میں،

کیونکہ وہ لوگ لکڑی کے پیالے بنانے کا کام کرتے۔ (باقی 2 صفحے کے بعد)

عبدالملک بن مروان

پیدائش 646ھ عثمان کے دورِ حکومت میں، مدینہ میں
تخت نشینی کے وقت 39 سال عمر تھی۔
مروان نے اپنی زندگی میں عمرو بن سعید اور خالد بن یزید کو ولی عہد کے عہدے سے خارج کر کے اپنے بیٹے عبدالملک کے لیے بیعت حاصل کر لی تھی۔ اسکی پرورش مدینہ کے علمی ماحول میں ہوئی۔
اموی حکومت میں سب سے زیادہ پڑھا لکھا شمار ہوتا تھا۔
اس نے اپنی دور اندیشی اور تدبر کی بناء پر مخالفین پر قابو پایا۔
اس نے خانہ کعبہ کو گرا کر از سرِ نو قدیم نقشے کے مطابق دوبارہ تعمیر کیا
ہر سال نیا غلاف چڑھانے کی رسم کی ابتداء کی، جو دمشق سے تیار ہو کر روانہ کیا جاتا تھا۔

فوجی نقطۂ نظر سے اس نے کوفہ و بصرہ کے درمیان 1 شہر تعمیر کروایا جو کہ بعد میں چھاؤنی اور تجارتی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔
سب سے بہتر اصطلاح عربی زبان کو بطور دفتری زبان اختیار کیا جانا تھا۔ چونکہ تمام دلاتوں میں دفتری نظام کے تمام شعبوں میں مقامی زبان والے لوگ کام کرتے تھے۔ اس لیے عربی عمالِ حکومت، ان کا خاطر خواہ محاسبہ نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے اس نے نظم و نسق ملکی انقلاب کی خاطر یہ اقدامات اٹھائے اس وجہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس نے زبان دانی میں جو رکاوٹیں تھیں دور کیں 6 جیسے زبر زیر نقطے لگوانا وغیرہ، تاکہ عجمیوں کو دقت پیش نہ آئے۔

اس کا ایک اور کارنامہ اسلامی سکوں کا اجراء تھا۔ کہ ابھی تک تمام اسلامی ممالک میں رومی اور فارس کے سکے رائج تھے جو کہ سونے چاندی سے بنے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے مقابل نئے درہم و دینار جاری کیے۔ جن پر

بعض نطین حلوت
کندہ
قل ھو اللہ احد لکھا تھا۔ اس تبدیلی پر بعض نے کروائے تو وہ اپنے
نے دھمکی دی کہ اگر عبدالملک نے سکے بند نہ کروائے کی شان میں
سکوں پر ایسی عبارت لکھوائیں گے جس سے آقا
گستاخی ہو۔ لیکن عبدالملک نے اثر نہ لیا اور کوششیں جاری رکھیں جس
کی بنا پر 692ھ میں جنگ لڑی گئی۔
وہ ایک زبردست بہادر نڈر حکمران تھا۔ جس نے اندرون
ملک بغاوتوں کا خاتمہ کیا۔ اور سلطنت کو وسعت بخشی۔
اس وجہ سے مؤرخین نے نہ صرف اسے عرب قومیت برقرار
رکھنے والا کہا بلکہ بنو امیہ کا حقیقی بانی قرار دیا
وفات: 4 اکتوبر 705ھ میں دمشق ہوئی۔

مغیرہ بن یوسف شعبہ

بنو ثقیف کے چشم و چراغ ہے۔
5ھ میں طائف سے مدینہ تشریف لائے پھر یہیں رہے۔
حصول علم کے لیے دن کا اکثر حصہ امیر معاویہ کے ساتھ رہتے۔
عمر بن خطاب کے وفادار تھے۔
داڑھی والی حدیث کہ آپ نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا۔ اگرچہ عروہ
کے آپ پر بہت احسانات تھے۔
بیعت رضوان، غزوہ خیبر، فتح مکہ میں شامل
آپ کا قبیلہ 9ھ میں مسلمان ہوا لیکن قبیلے کے لوگ اپنے
بت لات سے خوفزدہ تھے تو آپ نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم
سے اسکو توڑ کر مندر ڈھا دیا۔
آپ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کے معتمد علیہ مشیر تھے

انہوں نے مغیرہ کو کوفے کا گورنر بنایا اور مغیرہ نے کامیابی سے خوارج کا مقابلہ۔

زیاد کو امیر معاویہ کی بیعت پر آمادہ کرنے والے مغیرہ ہی تھے۔

حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کی شدید تنقید کے باوجود بھی ان کے خلاف کاروائی نہ کی کیونکہ ان کے خون سے ہاتھ رنگنا پسند نہیں تھا

یزید بن کو ولی عہد بنانے کی تجویز انہی کی تھی۔

حاشیہ ۲

جماجم

یہ بھی کہا گیا ہے کہ

جماجم کی اولاد سے ہے جو کثرت سے قتال کرتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد عرب جماجم سردار ہے۔ وہ جہاں پر بطون جمع ہوئے۔ اور انہی کی طرف منسوب ہے۔

لو اخذت البیعۃ بمحضر

یعنی جو معاملات ان کے سپرد کیے ہیں امراء کی طرف سے۔

یاعذیری — اے عذر پیش کرنے والے

یعنی کون ہے کہ جو مجھے عذر پیش کرے۔

عبد ھذیل — مراد عبد اللہ بن مسعود ہے۔

1- کیونکہ وہ قرابت پر قائم تھے۔

2- انہوں نے ترجیح دی تھی عثمان غنی کے مصحف کو

الحمراء

حدیث علی میں ہے — ہم غالب حاصل کر دیں

حمراء سے عجم و رومی لوگ مراد ہیں

عرب کو موالی کہا۔ (عجموں کے آقا)

الحمراء

نوٹیں سے آخر تک

حدیث ۱۷ یہ بعض اصول صحیحہ میں ساقط ہے

Scanned with CamScanner

بعض احتمالات سے متعلق اسکو اختیار بھی کیا ہے

اسے (لا یدری ....)

وہ لوگ ہیں جنہوں نے تحت الشجر بیعت کی۔

بیعت رضوان مراد ہے۔

حفصہ سے روایت: مجھے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ جو بدر وحدیبیہ میں شریک ہوئے اور جو حدیبیہ میں تھے وہ جہنم میں داخل نہ ہونگے۔ حفصہ نے آیت تلاوت فرمائی **وان منکم الا واردھا**

کوئی ایسا نہیں جس کا گزر

فرمایا کہ تم نے یہ نہ سنا **ثم ننجی الذین اتقو**

(ابن ملک)

اللہ متقین کو اپنے فضل سے جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔

ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔ جیسے ابراہیم پر

اور اس کافروں کو اسی میں چھوڑ دے گا جس کے وہ لائق ہیں۔

(طیبی)

اس طرح داخل نہ فرمائے گا کہ انہیں اس میں ایذا ہو۔

اور کفار داخل ہوں گے تو ان کے لیے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

(نووی)

صحیح یہ کہ ورود سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے۔

یہ وہ پل ہے جو جہنم کے اوپر نصب کیا گیا ہے۔ پس وہ جو اس کے اہل ہیں وہ کٹ کے گر جائیں گے اور جو دوسرے لوگ ہیں وہ نجات پا لیں گے جیسے مرقاۃ میں ہے۔

(اعملوا ماشئتم)

اہل بدر کے بارے میں فرمایا

گویا کہ اللہ جانتا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص منافئِ مغفرت کام کی طرف

نہیں جانے تو فرمایا جو چاہو کرو۔

یہ رضا کے کمال کے اظہار کے لیے ہے

ایسا نہیں ہے کہ ان سے ایسے اعمال کی توقع کی جائے جو ناپسندیدہ ہوں

اور غالب طور پر خیر کی طرف جانے والے ہوں گے۔

پس یہ کمال رضا، صلاح اعمال، اور خیر کی غالب توفیق سے کنایہ ہے۔ اس سے مقصود معاصی سے اجازت نہیں ہے کہ جو کرو اور کہو۔ جیسے کہ تم میں کوئی اهل سے کہے، اعملوا ما شئتم اس سے پتہ چلا کہ سارے معاملات کی اجازت نہیں دی گئی۔

اخّر عنی ناخیر سے امر کا صیغہ ہے۔

زائد روایت کے الفاظ : فانه لا ینبغی لمشرك ان یمسه

ابن اسحاق ویحك ما افظك واغلظك

اپنا غلیظ ہاتھ اٹھا

عرب کی عادت ہے کہ کلام کرتے وقت آدمی کی داڑھی میں ہاتھ لگاتے ہیں۔ ملاطفت کے وقت

باب فی فضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لغوی معنی: قرن کے لفظی معنی ملنا اسی لئے قران وقرین ہے

اصطلاح میں: زمانے کو بھی قرن کہتے ہیں۔ اور زمانے والے کو بھی جو ایک وقت موجود ہوں۔ یہاں قرن بمعنی اہل زمانہ ہے۔

یہاں زیر بحث بات: کتنے زمانے کو قرن کہتے ہیں۔

← بعض نے کہا 80 سال

← بعض نے کہا 40 سال

← بعض نے کہا 100 سال

← ★ یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ ★ دوسرے سے تابعین

★ اور تیسرے سے تبع تابعین

خیال رہے کہ زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہور نبوت سے 120 سال تک رہا یعنی کم و بیش 100 ھ تک۔ اور تابعین کا زمانہ 100 سے 170 ھ تک

اور تبع تابعین 170 سے 220 ھ تک

اس کے بعد مسلمانوں میں بڑے فرقے اور تفرقہ بازیاں شروع ہو گئیں۔

= تین قرن کو قرون ثلاثہ بھی کہا جاتا ہے۔

معتزلہ، ملاسفہ جھمیہ، بعد کی پیداوار ہے۔ کہ بدعات کا ظہور بعد میں ہی ہوا۔

قوم یشھدون ولا یستشھدون

اس فرمان عالی کے بہت سے معانی بیان کئے گئے ہیں مگر ان کا قوی مطلب یہ ہے کہ لوگ بلائے نہ گئے ہونگے مگر قاضی کے ہاں گواہی دینگے (جھوٹی) جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ کچہریوں میں لوگ مقدمے والوں سے پوچھ پھرتے ہیں کہ اگر تمہیں گواہ چاہیئے تو ہم حاضر ہیں۔ اتنا روپیہ دو تو جو بتاؤ گے ہم اسکی گواہی دینگے حاضر ہیں۔

وہ لوگ امین نہ ہونگے۔ انہیں کوئی امین بنا دے گا۔

وینذرون

وہ نذریں جو مانی ہونگی

ویعشو فیهم السمن

موٹاپہ

عیش پسند ہونگے۔ کام نہ کرینگے۔ آرام طلبی

قدرتی موٹاپے کا ذکر نہیں۔ مراد نہیں ہے یہاں

* بہت مالدار ہونا پسند کرینگے تاکہ موٹے تازے رہیں۔

بہت قسمیں کھانے کے عادی ہونگے۔ بلاوجہ قسمیں کھائیں گے۔

جیسا کہ اب بھی دیکھا جاتا ہے، بات بعد میں کرتے ہیں قسم پہلے

وہ لوگ بے اعتبار جھوٹے ہونگے۔

اپنا اعتبار دلانے کے لیے قسم کھائے گئے۔ پھر بھی لوگوں کو انکا اعتبار نہ ہو سکا۔

بہت قسمیں کھانے سے رزق گھٹتا ہے۔ یہ تو سچی قسموں کا اثر ہے جھوٹی کا کیا حال ہوگا۔

صحابی کی تعریف

لغۃً: صحابہ جمع ہے صاحب یا صحابی کی بمعنی ساتھی۔

اصطلاحاً: وہ انسان جو ہوش و ایمان کی حالت میں حضور کو دیکھے آپ کی صحبت میں حاضر ہو اور ایمان پر خاتمہ ہوا ہو۔ اگرچہ درمیان میں مرتد ہوا۔ (خاتمہ کا اعتبار ہے)

صحابی تمام جہان والوں سے افضل۔ روئے زمین کے سارے ولی، غوث و قطب ایک صحابی کے گردِ قدم کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں افضل کون

- پہلے خلفاء راشدین باعتبار باترتیب خلافت
- پھر عشرہ مبشرہ
- پھر بدر و احد والے
- پھر بیعت رضوان والے
- پھر صاحب قبلتین

⟸ کوئی بھی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔

مدینہ

12 باب فی النھی عن سب اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

مد کی وضاحت :

1 صاع 4 سیر کا اور 4 سیر کا

4 مد کا ایک صاع

1 مد 1 سیر اور آدھا پاؤ

مبر اصحابی سوا سیر چیز خیرات کرے، اور انکے علاوہ مسلمان خواہ وہ غوث وقطب ہو یا عام مسلمان پہاڑ بھر بھی سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قرب الہی اور قبولیت میں صحابہ کرام کے سوا سیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

یہی حال نماز روزہ اور ساری عبادات کا ہے۔

جب مسجد نبوی کی نماز دوسری جگہوں کی نمازوں سے 50,000 گنا ہے تو جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پایا ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا

یہاں قرب الہی کا ذکر ہے۔

جس حدیث میں ذکر ہے کہ آخر زمانہ کے فلاں جہاد کے مجاہدین کی 1 جماعت کو فی کس 50 صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔ وہاں ثواب کا ذکر ہے قرب و درجے کا نہیں۔ درجہ و ثواب میں بڑا فرق ہے۔

اگر کسی سپاہی کو بادشاہ انعام دے تو وہ وزیر اعظم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا ذکر ہمیشہ خیر سے کیا جائے۔

یہ وہ حضرات ہیں جنکو اللہ نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چنا۔

پس منظر حدیث کا : خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف کے درمیان مباحثہ ہوا اور کچھ کہا سنی ہوگئی تب آقا نے فرمایا میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ یہاں خطاب صحابہ سے ہے لیکن حکم عام ہے۔

غیر صحابی کے لیے حکم زیادہ سخت ہے کہ وہ ہمیشہ ادب کو پیش نظر رکھے۔

صحابہ انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل ہیں۔

ان کو سب و شتم حرام و فحش محرمات میں سے ہے۔ نووی

کیونکہ ان کے درمیان جو جنگیں ہوئیں

Scanned with CamScanner

ان میں معتقد تھے۔ اور تاویل کرتے تھے۔

قاضی عیاض: ان میں کسی 1 صحابی کو بھی گالی دینا حرام ہے۔ گناہ کبیرہ ہے۔

★ Pg 296 حاضر صحابہ سے خطاب ہے۔ یہ حکم بعد والوں کے لیے ہے۔ من قریب آنے والا یعنی ہوا ہے جیسے حاضر ہو۔ (عقل میں موجود جانتے ہوئے خطاب فرمایا)

★ کہا گیا ہے اس کے علاوہ ہے، عوام کے بارے میں ہے۔ ان کا وجود بھی آنے والا ہے۔
صحابہ کو سب و شتم حرام ہے۔

★ بعض صحابہ سے ہے خطاب۔

- قاضی عیاض ← تعزیر کی جائے گی جو سب و شتم کرے اور قتل نہ کیا جائے
- بعض مالکیہ ← قتل کیا جائے گا

← بعد والے لوگوں پر لازم ہے کہ صحابہ کے تنازعات میں نہ پڑے اور کسی فریق کو برا بھلا نہ کہے۔ اور انکی نیکیوں اور اسلام کے لیے ان کی خدمات کا ذکر کرتے۔ ان کی باہمی جنگوں کی مناسب تاویل کرتے، اور سوائے خیر کے ان کا ذکر نہ کرتے۔ صحابہ کرام میں جن صحابہ کے ایمان کی نبی نے تصریح کی یا جنت کی بشارت دی اسکو کافر کہنا "کفر" ہے۔ کیونکہ ان صحابی کو کافر کہنا آقا ﷺ کی تکذیب کرنا ہے۔

13

باب استخلاف ابی بکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق کے برحق خلیفۂ رسول ہونے کے بے شمار دلائل و شواہد ہیں۔ جن میں سے 1 یہ ہے کہ رسول نے اپنے آخری مرض کے اندر نماز میں مسلمانوں کی امامت کے لیے صدیق اکبر کو کھڑا کیا اور اس کام کے لیے فاروق اعظم کو منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ ابوبکر کو بلافصل خلیفہ تسلیم نہ کرنا یا معاذ کہ کسی فرد کو ان سے افضل جاننا بہت بڑی گمراہی اور

اور سزاوار نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہوں

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... انہیں یہ وثوق نہیں کہ انکی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اور کرے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ مصلی پر کھڑا فرمایا تو یہ اتفاقاً نہیں تھا۔ بلکہ کسی حکمت اور سبب سے تھا۔ ایک یہ کہ صدیق اکبر کا خطاب امامتِ کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنانا تھا۔ اور مصلی پر کھڑا کر اس کی تمہید تھی۔

دوسرا یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ و اہل بیت سے زیادہ افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی۔ کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو۔

معراج میں سارے انبیاء کی امامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اور سب نے آپکے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ افضل اور بڑے عالم۔

امامتِ نماز میں عالم کو قاری پر مقدم کیا جاتا ہے۔ دیکھو کہ تمام صحابہ میں بڑے قاری اُبی بن کعب تھے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا گیا جو کہ بڑے عالم تھے۔ لہذا مذہبِ حنفی قوی ہے کہ عالم قاری سے مقدم ہوتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم کو مسجد نبوی شریف کا امام فرمایا وہاں یہ نہ فرمایا کہ عبد اللہ کے ہوتے کسی کو امامت کا حق نہیں۔ لہذا ان دونوں امامتوں میں فرق ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین میں ہمارا پیشوا بنا دیا تو دنیا میں آپکو کیوں نہ بنایا جائے۔

حاشیہ ۵ خطابی: عاجز آجانا مریض کا۔ جب مرض کی شدت کا غلبہ ہو جائے اور عجز کی اصل غلبہ اور ترقی ہے یعنی مرض میں زیادتی۔

کان مُعْبِرًا بلند آواز والے۔ اور وہ جنگی آواز ہیبت والی یا بلند ہو۔ اس آدمی کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جسکی آواز بارعب ہو۔

Scanned with CamScanner

اس میں ابوبکرؓ کی خلافت پر دلیل ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ اور مسلمان ابوبکر سے ہی راضی ہیں ← یہ ارادہ نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ یا
دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ اور یہاں
امامت (کبریٰ) کی طرف اشارہ ہے جو خلافت کی دلیل بن رہی تھی۔ تو اس
لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا

خطابی: اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ دین میں ابوبکر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔
تو آپ خلافت میں بھی سب پر مقدم ہونگے۔

اس پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین کے لیے امام بنایا تو دنیا میں
بھی آپ ہی ہیں۔

عینی: مستفاد ہے کہ آپ ہی امامت کے حقدار ہیں۔

اختلاف: امام

← جو سب سے زیادہ علم والا ہے وہی امامت کا حقدار ہے۔ (بالاتفاق)

← اہل کون ہے (اس میں اختلاف ہے)

1 گروہ، جو سب سے زیادہ فقیہ ہے (اعلم، مالک، و جمہور)

(ابو یوسف و احمد و اسحٰق، ابن سیرین) اقرأ سب سے اچھا قاری
بعض شافعی:

یہ دونوں وصف ابوبکر میں جمع ہیں اور اس میں کوئی شک اور
اختلاف نہیں۔

مُجْهِرًا: جس کی عادت تیز آواز کی ہو۔

باب ما یدل علی ترک الکلام فی الفتنۃ

ان ابنی ھذا .... سید بہ

ان ابنی ھذا .... سید بہ۔ وہ دونوں سے بہتر ہے یعنی امیر عمرو بن عاص کہتے: اللہ کی قسم
معاویہ، حضرت عمرو بن عاص سے بہتر ہے۔

مراد: سیادت کا مقصد اور وہ شخص ہوتا ہے۔ جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔ کیونکہ آپ نے حضرت امام حسن کی سرداری کو لوگوں کے درمیان صلح کرانے پر معلق فرمایا۔ آپکی سرداری کا فائدہ یہ ہوا کہ دو لوگوں (مسلمانوں) کی جماعتوں میں صلح
اگر اختلافات قائم رہتے تو مسلمان بہت بڑے فتنے میں مبتلا ہو جاتے تو جس سے مسلمانوں کو نفع ہوا تو اسکے پیش نظر سید فرمایا

اس لشکر نے اس سے قتال کیا، اور انہوں نے اس سے.....

مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ کی نظر انجام کار اور عواقب پر تھی اور وہ مسلمانوں کے درمیان خون ریزی کو ناپسند کرتے تھے۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مسلمان مسلمان سے جنگ کرتے تو کافر نہیں ہو جاتے نہ ہی اسلام سے نکلتے ہیں جب کہ دونوں فریقین تاویل و اجتہاد کرنے والے ہوں

اس طرح کسی 1 صحابی کی شان بیان کرنا کہ دوسرے صحابی کی تنقیص ہو تو یہ درست نہیں ہے۔

محمد بن مسلمہ: انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں سے محفوظ رہنے کی ضمانت دی۔ جس کو آپ نے فتنے سے امان دیا تو پھر لیے اس کے پاس فتنے آ سکتے ہیں۔

آپ نے فتنے کے دنوں گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور وفات تک گوشہ نشین رہے۔

گوشہ نشین آپ نے حدیث پر عمل کرنے کے لیے (تلوار پر پتھر مار لو، درخت چبا لو۔) ہوئے۔ واقعۃً پتھر مارا۔ (نہ کہ ضمان کی وجہ سے)

Imp

باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام

حاشیہ 1 توجیہ: آپ نے اس وقت فرمایا کہ جب وحی (مطلع) نہ ہوئی تھی کہ آپ افضل ہیں

بطور تواضع فرمایا

انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ اپنی رائے و خواہش و سوچ سے

اس طرح کہ ایک کو افضل قرار دے دو اور دوسرے کی شان میں کمی

کر دو۔

اگر اس طرح کیا تو خصومت و عصبیت کا سبب ہو

یہ فضیلت یا تو تمام وجوہ کی وجہ سے ہو یا

پھر اصلِ نبوت و اصالت سے ہے

پھر جزوی فضیلت ہے حضرت موسیٰ کی ہے (وہ تخت کو پکڑے ہوئے ہوں گے (بے ہوش نہ......))

جزوی فضائل ایک دوسرے پر انبیاء کرام کو ہیں

فضیلت والی احادیث بھی ہیں اور یہ بھی

توجیہات

(1) تواضع کے لیے فرمایا تاکہ متکبر نہ ہوں۔ (2) یہ اس وقت فرمایا کہ علم نہ تھا

(3) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے پر ممانعت کے لیے تھا۔

اللہ نے فرمایا کہ مومن کہتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ...

(4) بغیر علم کے مجھے دوسرے رسولوں پر فضیلت نہ دو۔ (بادی)

کیونکہ انکی فضیلت اللہ نے بیان فرما دی: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

حضرت موسیٰ کا صور پھونکے کے وقت بے ہوشی سے مستثنیٰ ہونا۔

(علامہ عینی) دیدارِ الٰہی کے وقت بے ہوشی کے عوض حضرت موسیٰ کو

صور پھونکنے والی بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا جس کی دلیل اس

آیت سے دلیل: پس صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں

اور زمینوں والے بے ہوش ہو جائیں گے ماسوا ان کے جنکو اللہ چاہے گا پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا

تو وہ سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔

(یہ جزوی فضیلت)

4672

حضرت یونس بن متی علیہ السلام کا تعارف

یونس بن متی علیہ السلام کے والد متیؑ نیک آدمی تھے اور انکی نرینہ اولاد نہ تھی
یونس علیہ السلام کے وطن عیسیٰ کی والدہ نے جب ایوب علیہ السلام نے غسل فرمایا وہاں پر
تھے اور ان کی زوجہ اس چشمے پر گئے جہاں ایوب علیہ السلام نے غسل کیا اور دعا کی تو اللہ پاک نے انکو یونس علیہ السلام سے نوازہ۔ جب یہ
والدہ کے پیٹ میں تھے 4 ماہ کے، تو والد کا انتقال ہو گیا

یہی مچھلی والے ہیں جنہیں اللہ نے اہل موصل کی طرف مبعوث فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا تعلق اسی بستی سے تھا جسے نینوی
کہا جاتا تھا۔ انکی قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ 30 سال کی عمر میں اللہ
نے انکو نبی ہونے کی حیثیت سے مبعوث فرمایا۔

آپ نے 30 سال تک انہیں توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اور صرف
2 لوگ ایمان لائے۔ ایک کا نام روبیل تھا جو کہ عالم اور حلیم تھا۔
دوسرے کا تنوخ نام تھا جو کہ عابد و زاہد تھا۔

مچھلی کے پیٹ کا واقعہ

حدیث 4673

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعارف

آپکو اللہ نے اپنا خلیل بنایا۔ کہ آپ شدید محبت کرتے اور اللہ
کی محبت اور رضا کے لیے بہت کوشش کرتے، حضرت ابن مسعود
سے مروی کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس طرح ابراہیم کو خلیل بنایا اسی طرح مجھے بھی خلیل بنایا۔

اور فرمان باری تعالیٰ

﴿ بے شک ابراہیم فرمانبردار امت تھے ﴾

اس فرمان میں ابراہیم علیہ السلام کو پوری 1 امت فرمایا
یعنی پوری امت جتنا عمل کرتی ہے تنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام اتنا عمل
کرتے تھے۔ آپکی مہمان نوازی بہت زیادہ مروی (مشہور ہے)

روایات میں ملتا ہے یہ بھی کہ آپ کے ہر دستر خوان پر مہمان ہوتے۔

(سورۃ توبہ) خوف خدا سے بہت رونے والا، اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا،

اور بہت زیادہ دعا کرنیوالا ہے یہ صفات مذکور ہیں قرآن میں۔

(بتوں کو توڑنے والا

وصف خلیلی میں آپ علیہ السلام آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں۔

یہ جزوی فضیلت ہے۔ اسی لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے

کلی طور پر + وصف نبوت پر فضیلت نہ دو (لا تخیروا بین الانبیاء)

حدیث 4676 **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف**

ان اولی الناس بابن

یہ اس لیے فرمایا کہ آپ کے اور عیسیٰ کے درمیان

کوئی نبی نہیں۔ یہ کم و بیش 500 سال کا وقفہ ہے۔

زندہ ہی اٹھا لیا گیا۔ بچپن میں کلام فرمایا۔

قرب قیامت تشریف لائیں گے۔

دجال کو قتل کرینگے۔ نکاح بھی فرمائیں گے۔ امت محمدی کے

طور پر تشریف لائیں گے۔ شریعت محمدی کی تبلیغ کرینگے۔

پھر وصال ظاہری فرمائیں اور روضۃ المطہر میں 2 پہلو پر مدفون

ہونگے۔

حدیث 4674

تبع : کہ آپکو تب ان کی خبر نہ ملی تھی

حدیث 4675

اولاد علات ... انبیاء علاتی اولاد یعنی باپ شریک بھائی ہیں

جزوی فضیلت
داؤد : بہت میں برابر کو حسن الحانی عطا فرمائی
ملک
موسیٰ : کلام فرمایا۔
سلیمان : چرند پرند، جن و انس سب تابع ہوئے
حضور نے فرمایا
حدیث

آپ کی شریعت بعثت کی طرف
تمام ادیان کی
ناسخ ہے۔
مجموعی طور پر
سب فضیلت
جزوی فضیلت کا ہونا
کلی کے منافی نہیں۔

انبیاء علاقی اولاد ہیں
(مفہوم حدیث) مسلم
ان کی مائیں الگ الگ ہیں (یعنی شریعتیں الگ الگ ہیں)
اور اصول و قواعد (دین یا باپ) ایک ہیں۔
زمانے (مائیں) مختلف ہیں دین ایک ہے۔ (دعوت توحید ایک ہی دی)
دین ایک شریعت الگ الگ ہیں۔

حدیث 4673 خیر البریہ ابراہیم اپنے عبد ہیں خیر البریہ اور اپنی طرف سے تکبر کو ہٹانے کے لیے۔ فرمایا بطور عاجزی

باب فی رد الارجاء

لغوی معنی: تاخیر ہے مراد اس سے مرجئہ فرقہ ہے۔
ان کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی معصیت نقصان دہ نہیں اور
کفر کے ساتھ کوئی نیکی نفع بخش نہیں۔
یہ قدیم گمراہ فرقوں میں سے 1 فرقہ ہے۔ کئی محدثین نے اس فرقے کا رد کیا
اس باب میں بھی ان کا انکار و رد مقصود ہے۔
ان کے نزدیک اعمال ایمان کا جز نہیں ہے۔ بلکہ ایمان محض تصدیق و اقرار
کا نام ہے۔
صحیح عقیدہ: ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور
اعضاء و جوارح سے عملی ثبوت فراہم کرنا ہے)

حدیث 4676 ایمان کی 70 سے زائد شعبے
شعب کی واحد ہے مراد درخت کی جڑ ہے۔
اس سے مراد خصلت ہے۔
ایمان میں متعدد خصلتیں ہوتی ہیں۔
معمولی نیکی سے اعلیٰ سب اسلام کی خصلتیں فائدہ دینے والی ہیں۔
کسی کو نہ چھوڑو۔ لا الہ الا اللہ کی عادت ڈال لے، پڑھتا ہے

Scanned with CamScanner

مردے کو کلمہ طیبہ کا ایصالِ ثواب اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔ کہ

افضل عبادت کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ایسی چیز، جس سے ٹھوکر کھا سکتا ہو وہ دور کرنا کارِ ثواب ہے۔

ایسے ہی مخلوق کو فائدہ پہنچانا بھی ثواب ہے حتی کہ پانی پلانا بھی۔ اسی سے

سبیل لگانے سے اخذ کیا گیا

اماطۃ العظم کی جگہ الاذی ہے گویا اذیت دہ چیز

یہ سب نیکیاں ہیں تو مرجئہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نیکیاں فائدہ نہیں دیتیں۔

حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہے کہ اعمالِ صالحہ سے مؤمن کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اور اعمالِ بد سے نقصان و ضرر ہوتا ہے۔

جبکہ مرجئہ کہتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں۔

تسبیح صدقہ، تکبیر صدقہ ....

Pg 298

حاشیہ سے

ایمان کی متعدد خصلتیں ہیں۔ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں۔ بعض میں 60 ہے بعض میں 70 ہیں۔ ثقات نے 70 پر اتفاق کیا یہ ادنیٰ و مقصود ہے

اعمالِ شرعیہ کو ایمان کا نام دیا گیا ہے۔

تکلف -- بعض متاخرین نے اسی تعداد کو معلَّل بنایا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ زیادتی اور نقصان ممکن ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ **اللہ و رسولہ اعلم**

طبعیت جبلی

ایمان مستلزم ہے مومن کا اپنے رب کو پہچاننے پر۔ اللہ کی معرفت ہر خیر پر ابھارنے والی ہے۔ درخت

حیاء عادت بن جائے تو مخالفات سے منع کرنے والی ہوتی ہے۔ بس مشرک ہوجاتا

Scanned with CamScanner

برکات کے نزول میں۔ بس وہ اس سے بڑا ہو (ملا ہوں) پر اٹھانے والا ہوتا ہے ، اور اسکی جنس پر بھی ۔ تو کلام کا معنی ہوگیا حیاء ایمان کی جنس سے۔

حاشیہ 3

بندہ کافر کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب۔ کفر کو اسکے آثار سے تعبیر کیا گیا وہ معصیت ہے۔

جیسے ایمان کو اسکے آثار سے تعبیر کیا گیا وہ طاعات ہیں۔

قرآن ﴿ وما کان لیضیع ایمانکم ای صلوتکم ﴾

(ظاہری حدیث سے مطلب (مراد) لیا۔

① احمد ﴿ ﴾ کافر نہیں ہوگا گناہوں سے مگر نماز چھوڑنے سے

② بعض نے اس کی تاویل کفر کے غلطی پر کی ۔ اور وعید بھی۔

بعض کہتے پہلے موقف والے (کافر ہوجاتا) نماز کے مشابہ کوئی چیز نہیں عبادات میں اور اس پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ہمیشہ ادیان کے شرع کی چابی رہی ۔ یہ ملائکہ کا دین ہے اور تمام مخلوق کا۔ اللہ نے کسی دین کو بغیر نماز کے نہ رکھا ۔ اور زکوٰۃ، روزہ، حج کا حکم نماز کی طرح نہیں ۔ کیونکہ ان میں سے کوئی چیز ملائکہ لازم نہیں ۔ صرف نماز لازم رہی جیسے توحید ۔ ۔ یہ اسلام کا علم ہے یہ کافر و مسلمان کے درمیان فرق ہے۔

حاشیہ 4 استکمل ۔ معنی اکمل ہے۔

علماء بیان کہتے ہیں یہ مبالغے کے لیے ہے۔

کہ کلمہ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر محمول ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ذاتی فطرت کمال ایمان کو طلب کرتی ہے۔

۱. دل کی گواہی یعنی ماننا اور قبول نا

اسلام جاری کرنے کے لیے ضروری

(احمد، علی کا ۱ قول
بعض شافعی مالکی
جمہور سلف و خلف) کافر نہیں فاسق ہے تارک نماز

توبہ طلب کی جائے گی - توبہ کرلی تو ٹھیک ورنہ حد میں قتل کیا جائے گا۔
جس طرح شادی شدہ زانی کو حد میں سنگسار کیا جاتا - (یہاں تلوار سے)

(اعظم) نہ کافر ہوتا ہے نہ ہی قتل کیا جائے
اس پر تعزیر (شدید) ہے جب تک توبہ کرلے اور نماز نہ پڑھے

دلیل: اللہ اس کو نہیں بخشے گا جو شرک کرے اور جو اس
کے علاوہ ہے اسکو بخشش دے گا۔

حدیث 4681:
3 عیب بیان کیے گئے -
① عقل کی کمی ② دین کی کمی ③ اور بیوقوف بنانا مردوں کو
یہ عورتوں کی عام حالت ہے ورنہ کچھ مستثنیٰ ہے۔
خیال رہے مرد عورتوں سے افضل ہیں (**الرجال قوامون علی النساء**)
گرچہ بعض عورتیں بعض مردوں سے افضل ہیں جیسے عائشہ، فاطمہ،
مریم، خدیجہ رضی اللہ عنہن اگرچہ یہ کروڑوں مردوں سے افضل ہیں۔
لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں ہے۔

عام حالات میں یا 2 مرد گواہ ہوتے ہیں یا پھر 1 مرد دو عورتیں اور بعض
صورتیں ایسی ہیں کہ عورت کی گواہی مطلقاً نہیں مانی جاتی - جیسے حدود و قصاص
بعض صورتیں ایسی ہیں کہ 1 عورت کی گواہی معتبر ہو جاتی ہے جیسے
حیض و نفاس کے مسائل، موت گزرنے کی خبر، رمضان کے چاند کی خبر (1 عورت)
حدیث میں عام حالت مراد ہے۔

کچھ عرصہ نماز کے ثواب سے اور ادائیگی روزے کی برکتوں سے عورتیں محروم

رہتی ہیں۔ خیال رہے کہ حیض و نفاس میں نمازیں بالکل معاف ہیں
ان کی قضا نہیں جبکہ روزوں کی قضا ضروری ہے
اس سے معلوم ہوا عبادت کی زیادتی و کمی دیکھنا کے کمال و نقصان
کا ذریعہ ہے۔
مسافر کی صورت الگ ہے اور انکی الگ ہے۔

باب الدلیل علی الزیادۃ والنقصان

حدیث 4683

اس حدیث میں سفارش کرنے کا ثبوت ہے۔ اور یہ کہ کسی معقول عذر کی بناء
پر سفارش قبول نہ کرنا جائز ہے۔
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مومن کہنے پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوْ مُسْلِمًا
اسکی وجہ یہ ہے کہ ایمان دل کی کیفیات کا نام ہے۔ جو غیب کی قبیل (قسم) سے ہے۔
اور اسلام ارکانِ ظاہری کو کہتے ہیں۔
اور اللہ کے بتائے بغیر کوئی شخص غیب کو نہیں جانتا اس لیے کسی شخص کو دیکھ
ظاہری طور پر اسے مسلمان کہا جائے گا نہ کہ مومن
آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ دینے کا عذر یہ تھا کہ جن لوگوں کو آپ دے رہے تھے وہ نئے نئے اسلام
میں داخل ہوئے تھے۔ اور آپ ﷺ تالیفِ قلب کے لیے عطا فرماتے۔ اور جس شخص
کو نہیں دیا تھا وہ قدیم اسلام والا تھا (کچھ وقت گزر چکا تھا)۔
اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیتے اور نئے اسلام میں لانے والے کو نہ دیتے تو چونکہ وہ
ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے تو وہ یہ گمان کرتے کہ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں
کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے ہیں۔ اور جو حضور کے بارے میں بدگمانی
کرتا وہ جہنمی ہوتا۔
★ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرما کر جہنمی ہونے سے بچایا۔
اور جو پرانے مسلمان تھے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیں یا نہ دیں وہ ہر حال

میں حضور ﷺ کے شیدائی تھے۔ انکی طرف سے کچھ خطرہ نہ تھا۔ اس پہ عطا فرمایا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کو آقا ﷺ نے عطا فرمایا ان پر بھی

حضور کا کرم تھا اور جنہیں عطا نہ فرمایا ان پر بھی کرم تھا۔

کہ حضور نے انہیں اپنا سمجھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور کا دینا بھی کرم نہ دینا بھی کرم

حدیث 4686

خطابی حاشیہ 1 سے Pg 299

اس کی کئی تاویلیں ہیں۔

لا ترجعوا کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

اور یہاں ایک معنی متلفر بالسلاح ہے یعنی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ایک دوسرے سے جنگ نہ کرنا۔

دوسرا معنی! دوسرے پر کفر کے فتوے نہ لگاؤ اور بلا وجہ قتل کردو

اہل سنت کا اجماع: مسلمان کو قتل کرنا حرام و گناہ کبیرہ ہے لیکن کفر نہیں۔

اور حدیث میں مسلمانوں کے قتل پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔

علمائے اسلام نے اس کی متعدد توجیہات بیان کی ہیں۔

جو شخص جائز و حلال سمجھ کر مسلمان کو قتل کرے تو وہ کافر ہے۔

مسلمان کو قتل کرنا کفران نعمت ہے۔ یعنی کفر ایمان کے مقابلے میں نہیں بلکہ یہاں شکر کے مقابلے میں ہے۔

مسلمان کو قتل کرنے کی شامت بسا اوقات کفر تک ہی پہنچا دیتی ہے۔

مسلمان کو قتل کرنا کفر کے مشابہ ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے۔

کفر نہ کرو اور ہمیشہ مسلمان رہو تاکہ کفر کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک کا خون دوسرے پر حلال نہیں۔

ابراہیم بن فراس نے خبر دی انہیں سوال کیا موسیٰ بن ہارون سے

وہ اہل ردہ تھے جن سے ابوبکر نے قتال کیا۔

Scanned with CamScanner

Pg 301

حاشیہ 1 = گھٹنے سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے ۔ اور ہاتھ ران پر رکھے۔
علم دین سیکھتے ہوئے بیٹھنے کا طریقہ بتایا گیا۔
اسے علامہ نووی نے ذکر کیا اور تور پشتی نے اختیار کیا ہے ۔ کہ اس طرح
قریب بیٹھنا تعظیم کے زیادہ لائق ہے۔ ادب والوں کے
سمت کے زیادہ قریب ہے۔

اختلاف : اپنی ران پر ہاتھ رکھے یا نبی کے ران پر
فخذی النبی ہے ۔ بغوی نے ذکر کیا اور دیگر نے بھی اور اسکی تائید
وموافقت اس فعل سے ہوتی ہے۔ فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ
ابن عمر کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ثم وضع یدیہ علی رکبتی النبی
اس سے تعمیم امر کے مبالغے کا ارادہ کیا ہے تاکہ گمان
قوی ہو جائے۔

حاشیہ 2 مراد یہ ہے کہ حکم دے گی بیٹی اپنی والدہ کو، نافرمانی کی کثرت
کے سبب حکم دے گی ۔ جیسے سیدہ لونڈی کو حکم دیتی ۔
گھٹنے سے
الفاظ کیا جاتا تھا ۔ قریب
انتہائی ادب کی حالت
یا اس لیے کہا کہ عورتوں میں نافرمانی کثرت
کیا گیا کہ یہ حکم بیٹی کے ساتھ خاص ہے جب وہ حکم دے گی ۔
خطابی : حقیقۃً ایسا ہوگا، کہ لونڈی اپنے آقا کی اولاد پیدا
کرے گی ۔

حاشیہ 3 عرب دیہاتی لوگوں کا ارادہ ہے اور شہریوں کا
گاؤں کے لوگ شہر منتقل ہو جائیں گے اور بڑی بڑی عمارتیں قائم کریں گے
اور فخر کریں گے ۔

طرف السماط کنارہ جماعت سے سلام کیا
سماط وہ جماعت ہے جو جانب مجلس بیٹھی تھی

باب فضل الجهاد

جہاد کی 2 اقسام ہیں

(i) جہاد اکبر : نفس کو برائی سے روکنا - نفس کے ساتھ جہاد

(ii) جہاد اصغر : اللہ کی راہ میں لڑنا -

جنگ سے واپس آئے صحابہ ، تو آقا نے فرمایا کہ تم چھوٹے جہاد سے آگئے ہو اب بڑا جہاد کرو۔

Scanned with CamScanner

باب النهی عن السعی فی الفتنۃ

القاعد فیها خیر: امام بخاری علیہ الرحمۃ نے از ابوھریرہ روایت نقل
کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عن قریب ایسا فتنہ ہوگا کہ بیٹھے رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑے
ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔
جو بلند رتبہ ہو تم میں اسے چاہیئے کہ سیدھا کھڑا ہو۔
اور جو کوئی جگہ جائے یا بچنے کا مقام تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کے ذریعے
پناہ حاصل کرے۔

ابن تین نے لکھا: مراد ہے کہ ہر کسی کو وہ حالات پہنچے گے۔ یعنی
کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ تو ان میں سے اعلی دوڑنے والا ہوگا۔ اپنے
آثار اسباب کے اعتبار سے۔ پھر چلنے والا ہوگا اپنے اسباب کی وجہ سے ہر
جو ملنے والا ہے اس سے۔ یعنی کھڑا ہوا۔ پھر وہ جو دیکھنے والا ہوگا جو
نہ مرے گا نہیں یعنی بیٹھا ہوا۔
پھر جو بچے اس سے بچنے والا ہوگا (نہ ملے گا نہ دیکھے گا) اور وہ پہلو کے
بل لیٹا ہوگا۔ (جاگ رہا ہوگا)
پھر وہ جو کسی معاملے میں نہ پڑے گا مگر راضی ہوگا وہ سونے والا ہوگا۔
اس بارے میں افضلیت سے مراد ہے کہ
(مذکورہ تفصیل میں پہلا دوسرے سے کم شر والا ہوگا)

من کف یدہ یعنی اذیت پہنچانے سے ہاتھ روکے۔
قتال کو چھوڑے رکھنا۔ جب حق واضح ظاہر ہو اس پر۔

حدیث 1

قدریہ کو بھی اس امت کا مجوسی کہتے ہیں کہ وہ دو خدا مانتے، اچھائی کا خالق اور برائی کا خالق ہے۔ یہاں قدریہ کی مذمت بیان کی گئی ہے جو معتزلہ سے بھی زیادہ ہے تقدیر پر کلام کرنا پرواہ نہیں ہوئی۔

حدیث کا مفہوم ہے کہ میں اپنی امت کی قسم کھاتا ہوں کہ تقدیر پر بحث نہیں کرے گا۔ چھ لوگوں پر انبیاء کرام نے لعنت فرمائی ہے
کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا
تقدیر کو جھٹلانے والا۔

"کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اکتفا نہ کریں"
خطابی نے فرمایا؛ ان میں سے بعض نے یہ ارادہ کیا کہ الہی کام کے بارے جو عبودیت کی رخصت کو واجب کرتا ہے یہ ارادہ کرتا کہ وہ اعمال کے ترک کرنے کے بارے میں اپنے آپ پر کوئی حجت قائم کر لیں۔ نبی کریم نے اس قول کے ساتھ خبر دی کہ عمل کرو ہر ایک کے لیے وہ آسان کر دیا جائے گا۔

"قائل نے کہا ہر آدمی کس چیز کے لیے عمل کرے"
راوی بیان کرتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کس چیز کے لیے عمل کریں کہ چیزوں میں تقدیر ثابت ہو چکی اور قلم جاری ہو چکے ہیں یہ خیال کرتے ہوئے عمل کریں۔ فرمایا کہ نہیں تقدیر ثابت ہو چکی ہے اور قلم خشک ہو چکے ہیں۔ پھر ترغیب دیتے ہوئے فرمایا عمل کرو ہر ایک کے لیے وہ آسان کر دیا جائے گا جس کے لیے اسے پیدا کیا۔

وہ اعمال جنہیں وجود میں داخل کرتے ہیں اگرچہ وہ مقدر ہے اور ازل میں ان کے مطابق فیصلہ ہو چکا اور لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں اللہ کے علم، ارادہ، قدرت میں بھی داخل ہے۔ لیکن یہ تقدیر بندوں

جبر لازم نہیں کرتا بلکہ اللہ نے بندوں کو قدرت و اختیار عطا فرمایا کہ اچھائی و برائی جسے چاہے اختیار کرے۔ اللہ نے اپنے علم ازلی سے جان لیا کہ بندہ کیا اختیار کریگا پھر اسے لوح محفوظ میں درج فرمایا۔ لہذا اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

جسے چاہے عذاب دے، تو ظالم نہیں کہلائے گا۔

اللہ کا ظالم ہونا ناممکن ہے۔ مکمل طور پر اللہ کے حق میں کمی کرنے سے بچنا اور اس کی لاتعداد نعمتوں کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

(اس Topic سے آگے اگلے صفحے پر ہے)

Pg 302

احتمال حاشیہ 1

① 1 قلم پیدا کیا گیا پھر دوسرے اقلام کو پیدا کیا گیا۔ آقا نے شب اسرا ملاء اعلیٰ کے درمیان قلم کی آواز سنی۔

② اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا یہ جنس سے تعبیر کیا گیا ہے نہ کہ واحد سے
ظاہر یہ کہ پہلے اقلام پھر بعد میں۔
احتیاج بحث ہوئی، مکالمہ ہوا

حاشیہ 2

★ یا یہ مکہ اور طائف کے درمیان جگہ ہے۔

★ یا یہ واقعہ جنت میں پیش آیا، جبکہ آسمان سے نہ اتارا۔

انبیاء کرام سے بھی اجتہادی لغزش سرزد ہوجاتی ہے۔ اور کبھی اللہ کی طرف سے متنبہ کیا جاتا ہے۔ اگر اللہ چھوٹی چھوٹی لغزشوں پر عذاب عطا کر دے تو وہ ظالم نہیں بلکہ عدل کرنے والا ہوگا۔ اسی لیے انبیاء، اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے تھے۔ اور اگر اللہ تمام اہل زمین و آسمان والوں پر رحم فرمائے تو اسکی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے۔

تقدیر کی اہمیت

بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کر دے تو اللہ تب تک قبول نہ فرمائے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ رکھے۔

Pg 300

حاشیہ 2

دو چیزوں کے ساتھ خبر دی ظاہر و باطن۔ ان میں سے 1 دوسرے کو باطل نہیں کرتا۔

باطن وہ ایسی علامت ہے جو علم الوہیت میں واجب کرنے والی ہے۔

ظاہر • عبودیت کے حق میں لازم کرنے والی ہے

اور یہ نشانیاں ہیں علم کی حقیقت کے بغیر مفید ہیں۔ اس کی مثال رزق ہے جو کسب کے ساتھ تقسیم کیا گیا ہے۔ اور وہ موت جو طبی علاج کے باوجود عمر میں رکھی گئی ہے۔ ان دونوں میں کوئی پوشیدہ علت موجبہ نہیں پاتے۔

پس ہمیں چاہیے کہ امور ربوبیت اور امور عبودیت میں فرق رکھو۔ اور نہ بناؤ اسباب کو شقاوت و سعادت کا سبب، (مکمل طور پر) بلکہ یہ امارات و نشانیاں ہیں۔ پس ہر ایک کے لیے وہی ہے جس کے لیے تخلیق کیا گیا۔

پس عمل کے معنی جو لفظ ہے

حضرت خضر نے بستی میں لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو قتل کر دیا
کس طرح قتل کیا ① قول: لٹایا پھر چھری پھیر دی
② سر پر ہاتھ رکھ کر گھما دیا گردن کو
جب حضرت موسیٰ نے پوچھا تو
خضر نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا جو اللہ نے آپ پر منکشف فرمائی
کہ اگر یہ لڑکا مزید زندہ رہتا تو اپنے والدین کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا
کیونکہ لوح محفوظ میں یہ درج تھا کہ فطرۃً کافر ہوگا (فطرۃً کفر پر پیدا ہوگا)

(i) کافروں کے بچے کافروں کے ساتھ ملا دیے جائیں گے۔
(ii) جنت میں جائیں (فطرت اسلام پر پیدا ہوئے)
(iii) مٹی کر دیے جائیں گے۔

= جب اللہ ارادہ فرماتا ہے کہ جنت نیک اعمال کی تو اس کی عقل کو رہنمائی عطا کر دیتا ہے اور اس سے برے اعمال کی تو اس سے اس کی عقل سلب کر لیتا ہے۔ تو وہ سرکشی والے اعمال کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے۔

ان خلق احدکم یجمع

حاشیہ

اس سے وہ مراد ہے جو طریق عمار بن زریق کی سند ~~سے پہنچی~~
کیا جمع کیا جاتا ہے ماں کے پیٹ میں۔

عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے کہ *نطفہ مراد ہے کہ اس صورت میں رہنا۔ پھر اللہ جب اس سے انسان کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو *ماں کے پیٹ میں ہی بشری صورت* میں ڈھال دیتا ہے۔ اس طرح کہ پہلے 40 دن نطفہ، پھر ~~لوتھڑا~~ علقہ (جما ہوا خون) پھر گوشت کا ٹکڑا
پھر فرشتہ یہ چیزیں لکھتا ہے۔
(رزق، عمر، شقی یا سعید ہونا) لکھ دیا جاتا۔

ہے اہل خدا کے پاس نہ بیٹھو ورنہ تمہیں شک میں مبتلا کر دیں گے۔

اگر کوئی دور ایسا گزرتا جس میں کوئی

حضرت علی: روئے زمین میں ہر زمانے میں 7 مسلمان رہے۔ مسلمان نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔

30 ← آزر چچا مراد آیت میں۔

نہیں سلام و کلام میں ابتداء کرو۔

باب فی خدا اہمی

ہر انسان ایمان پر پیدا ہوتا ہے عالم ارواح میں اللہ نے تمام مخلوق سے اپنی الوہیت کا اقرار کروایا۔ سب نے اقرار کیا اور اس اقرار پر قائم رہتے ہوئے دنیا میں آئے۔

الست بربکم قالوا بلیٰ

یہ اقرار و ایمان سب کا فطری اور پیدائشی ہے۔ بچہ ہوش سنبھالنے تک دینِ فطرت، توحید و ایمان پر قائم رہتا ہے۔ اور ہوش سنبھالنے پر جیسا اپنے والدین اور ارد گرد کے قریبی لوگوں کو دیکھتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر جوان ہو کر وہ کافر ہو ← تو جہنمی اور اگر مومن ہو تو ← جنتی

خیال رہے کفار کے فوت شدہ نابالغ بچوں کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

اقوال:

1۔ جنتی ہیں کیونکہ فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔

2۔ اپنے والدین کے تابع کہلاتے ہوئے جہنمی ہیں۔

3۔ اعراف میں رہیں گے (نہ ایمان، نہ کفر والوں میں) کیونکہ انکے پاس شرعی طور پر کچھ لاگو نہیں ہو رہا۔

4۔ اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا کیونکہ مختلف اقوال و دلائل ہیں۔

5۔ وہ بڑے ہو کر جیسے ہوتے وہی حکم جاری کیا گیا حدیث 4711، سئل عن اولاد المشرکین قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کا اس آیت کے نزول سے پہلے ہے۔

آیت: کہ بغیر رسول کے ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے

6۔ یہ جنتی تو ہیں لیکن مومن جنتیوں کے خدام ہونگے

سوال کا مقصد: ہوش سنبھالنے سے قبل ہی فوت ہو جائیں وہ کہاں ہونگے۔

مومنین کے بچے یعنی جنتی ہیں اور جنت میں جو مرتبہ انکے باپ دادا کا ہوگا وہی انکا ہوگا۔ لہذا

قاسم، ابراہیم، عبداللہ، طیب و طاہر وغیرہ حضور کے ساتھ ہونگے۔

Scanned with CamScanner

اولاد کو بہت اعلیٰ قرب رکھتی ہے۔ ان شاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے بھی حضور کے ساتھ ہونگے

جیسے گلدستے کی گھاس بھی پھولوں کے طفیل بادشاہ کے ہاتھ پہنچ جاتی ہے۔ وہ خود پھول تو نہیں ہوتی

اسی طرح مومنین کے بچوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ آباء کے ساتھ جنت میں ہونگے۔ یعنی جنت

میں داخلے کے لیے بالفعل عمل شرط نہیں تقدیری عمل بھی کافی ہے۔ کہ اگر وہ زندہ رہتے

تو مومنین کے بچے تھے اچھے کام ہی کرتے اسی لیے جنت میں جائیں۔ اسی طرح بعض گناہ گار

نیکوکاروں کے طفیل جنتی ہو جاتے ہیں۔

مشرکین کی اولاد کے تحت فرمایا

من آبائھم

یعنی باپ دادا کے ساتھ جہنم میں ہونگے۔ اگر وہ زندہ رہتے، کافروں کے بچے

تھے کفر ہی کرتے۔

حدیث 4713

عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کلام کا مقصد یہ تھا کہ جو بچے نابالغ میں فوت ہو جاتے ہیں وہ قطعی

جنتی ہیں۔ کہ کوئی گناہ کیا نہ ان کے دل میں بغض و کینہ و حسد ہوتا ہے۔ لہذا جس نے

ایسا کوئی عمل ہی نہیں کیا جس کے سبب اسے جہنم میں داخل کیا جائے تو بظاہر اس سے یہی

معلوم ہوتا ہے کہ اسے جنتی کہا جائے۔ لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے اس سوال کی تردید

فرمائی کہ یقینی طور پر کسی شخص کو جنتی اور جہنمی نہیں کہا جائے گا۔

اور آقا کے اس فرمان کا مقصد عائشہ کے اس گمان کو رد کرنا تھا کہ وہ جنتی ہیں۔

اسی لیے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس کے رہنے والوں کو پیدا

فرمایا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ اور جہنم کو پیدا فرمایا اور اسکے اہل کو بھی جبکہ

وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں اسی وجہ سے علماء

کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے۔

Last pg
اقوال وہی والے والے

حدیث 4714

فطرت کے لفظی معنی ہیں چیرنا یا ایجاد کرنا

اور یہاں پیدائشی و اصلی حالت مراد ہے یعنی ہر انسان اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ عالم ارواح

میں اللہ نے تمام روحوں سے الست بربکم کا اقرار لیا اور سب نے اقرار کیا اور اسی کے ساتھ

دنیا میں آئے۔ یہ ایمان و اقرار سب کا پیدائشی و فطری دین ہے۔ یعنی بچہ ہوش سنبھالنے

الذی برآں ... تو کھنا ہے تو ولیا بن جا ...

... بعد جیسا اپنے سامنیوں اور والدین کو دکھایا ہے ...

... پیدا ہوتی ہے۔ اور انکے والدین ان کے بچے سانچے ہیں کہ اصلی وہ تو پیدا وقت ... بگاڑ دیتے ہیں

یہاں یہودی و نصرانیت سے مراد بگاڑنے والے دین ہیں ۔ سمجھانا کہ جیسے ... روحانیت کو جسمانیت سے تشبیہ دی گئی

... میں عین ہدایت تھی۔ ... بعد میں اعضاء کی خرابی میں مبتلا ... جانور کے بچے صحیح الاعضاء پیدا ہوتے ہیں ... یعنی قانون یہ ہے کہ ہر انسان ایمان

ہونے میں ایسا ہی انسانی روح کا حال ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بچہ میثاق کے اقرار

اور عقیدہ توحید پر پیدا ہوتا ہے ... کو توڑ کر کافر پیدا ہو۔

حدیث 4717 : حدیث کے ظاہری معنی جس نے زندہ درگور کیا اور جس کو زندہ درگور کیا گیا، وہ آگ میں ہے۔

1۔ ماں کفر حقیقی کی وجہ سے اور بیٹی کفر حکمی کی وجہ سے بچوں کو ماں کے تابع شمار کرتے ہوئے

2۔ وائدہ سے مراد وہ جنانے والی دائی جو بچی کو دفن کرواتی اور موؤدہ سے مراد وہ ماں جس کی بچی دفن کی گئی (ماں کی رضامندی سے)

حدیث 4718 : ابی سے مراد چچا ہیں یعنی ابو طالب۔

عرب باپ و چچا کا اطلاق اب پر کرتے ہیں۔

حقیقی معنی باپ لینے کا علماء نے رد کیا۔ کہ والدین کو آپکی دعا سے زندہ کیا گیا، پھر وہ ایمان لائے۔

حدیث 4719 : ★ اب تو خود ابلیس اور قرین شیطان مراد ہے۔ جو کہ وہ اک نشی ہے اس لیے بلا تکلف انسان کے رگوں میں ... ★ وسوسے مراد ہیں۔

معلوم ہوا کہ کوئی بھی شخص بغیر فضل الہی کے شیطان سے نہیں بچ سکتا۔

اہل سنت کا عقیدہ: آدم سے لے کر عبداللہ تک اور حوا سے آمنہ تک (رضی اللہ عنہما) آپکے آباء امہات ہیں جو جو بھی ہیں سب مومن ہیں۔ اس موضوع پر علماء نے تصنیف کی (شمول الاسلام) کہ اعلیٰ حضرت ...

علامہ آلوسی: ابن عباس تفسیر میں لکھتے: آباء کا ایمان لانا ثابت ہوتا ہے۔ اور جو ...

Scanned with CamScanner

آپ نے آباد کو کافر کہے میرے خیال میں وجود کا نر ہے۔ امام بخاری: ابو ہریرہ: آقا نے فرمایا میں ہر زمانے کے بہترین لوگوں میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ جس زمانے میں اب ہوں۔ اس زمانے کے بہترین لوگوں میں بھیجا گیا۔

باب ۲۵ فی الجھمیۃ

اس فرقے کا بانی جہم بن صفوان تھا۔ ان کا عقیدہ

انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ نہ اس میں قدرت پائی جاتی ہے نہ ارادہ نہ اختیار، یعنی جمادات کی طرح کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ ہر چیز اللہ کی قدرت میں ہے۔ اور اللہ نے معاذ اللہ جبراً گناہوں پر لگا رکھا ہے۔

اور ایمان کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان صرف معرفتِ قلبی کا نام ہے۔ جو یہودی یا نصرانی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف سے باخبر ہیں وہ مؤمن ہے۔

یہ اللہ کی صفات کا منکر ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو ان اوصاف سے متصف نہیں کیا جا سکتا جس کا اطلاق مخلوق پر ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اللہ کی تمام صفات کا انکار توحید ہے۔ جہنم و جنت کی جزا کے بعد لوگوں کو فنا کر دیا جائے گا (جنت و نار) اور ان کو بھی۔ اور صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی۔ رویت باری تعالیٰ محال اور قطعاً ناممکن ہے۔ (ایمان) اعمال کے بعد اعمال صالحہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی برے افعال سے ایمان متاثر ہوتا ہے۔ کلام الٰہی حادث اور مخلوق ہے۔ انبیاء اور انکے امتیوں کا ایمان یکساں ہے ان میں تفاوت نہیں۔ اللہ کا علم حادث ہے کسی چیز کے وجود سے پہلے اللہ کا علم نہیں ہوتا۔

معتزلہ کی طرح یہ بھی ہر غیبی خارقِ عادات ثابت شدہ امر کا انکار کرتے ہیں جو انکی عقل سے باہر ہو اور باری تعالیٰ کے تمیز بالایمان کا اقرار کرتے ہیں۔

حدیث 4721 : لا یزال الناس یتساءلون
سوال 2 کے درمیان ہوتا ہے

بندہ و شیطان کے درمیان یا نفس و انسان کے درمیان

حدیث میں اس وسوسے سے بچنے کا نسخہ بتایا گیا کہ وہ یہ کہے **آمنت باللہ**

وہ اس وسوسے کو دور کرنے اور توجہ ہٹانے کی پوری کوشش کرے۔ دھیان نہ دے (جملہ ۲۲)

آمنت سے مراد کوئی کلمہ پڑھ لے ایمان کا۔ جیسے کلمہ طیبہ، ایمان مفصل و مجمل سورۃ اخلاص، تعوذ وغیرہ۔

حدیث 4722 : أَحَدٌ : جس کا مثل و نظیر نہ ہو۔ یکتا و تنہا ہو۔

Scanned with CamScanner

الصمد وہ ہے جس کے سب محتاج ہوں۔ وہ بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے

اسی کے محتاج ہیں

ولم یکن لہ کفوا احد اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہمسر نہیں۔

بائیں طرف تعوذ پڑھ کر تھوک دے۔

کلمہ پڑھے، شیطان کے وسوسے کو دور کرنے کی اللہ سے امان مانگے

کنت فی البطحاء 4723

پتھریلی یا کنکریلی نشیبی زمین، جہاں سیلاب کی گزرگاہ ہو۔ اب مکہ معظمہ میں جنت المعلی کے قریب 1 جنگل کا نام بطحاء ہے یا مکہ کو بطحاء یا ابطح کہتے ہیں۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب رسول البطحاء ہے۔

جس جماعت کا ذکر ہے اس بارے میں قول: غالباً یہ صحابہ کی تھیں یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ اور یہ جماعت مومنین کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے یہ پوچھنا اگلے کلام کی تمہید ہے۔ جیسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اور پھر اگلا کلام فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لغات کے بادشاہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عربی میں بادل کے 3 نام ہیں (سحاب، مزن، عنان) صاحب مرقاۃ

سحاب مطلقاً ہر بادل سفید، کالے۔ بارش والے ہوں یا بغیر

مزن سفید بادل جو پانی کو نہ روک سکے ضرور برسے

عنان جو رے یا سیاہ بادل

قول ہر بادل کے 3 نام ہیں۔ ظاہر حدیث سے ثابت ہے۔

اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان آسمان و زمین کے درمیان کے درمیان 500 سال کی مسافت ہے۔ یہ تقریبی ہے نہ کہ حد بندی کے لیے۔

یعنی اتنے اتنے فاصلے کے مطابق 7 آسمان ہیں۔

فلاسفہ: 9 آسمان مانتے ہیں عرش و کرسی کو بھی آسمان ہے

نہیں یہ غلط ہے کیونکہ آسمان 7 ہیں قرآن میں
موجود ہے۔ سائنس آسمان کے وجود کا ہی انکار کرتی ہے۔
7 آسمان ہیں انہیں نظر آتیں یا نہ آئیں ملیں یا نہ ملیں

ثم فوق السابعة بحر :

صاف و جاری پانی کا ذخیرہ ہے ساتویں آسمان کے اوپر جس کی گہرائی اتنی ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے
اللہ ہی جانے وہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ اس کی نشاندہ
حدیث جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے عرش کے نیچے ایک نہایت گہرا دریا پیدا فرمایا

اوعال : جمع ہے وعل کی

وعل کہتے ہیں پہاڑی / جنگلی بکرے کو
یہ فرشتے حاملین عرش ہیں جو بکرے کی شکل میں ہیں۔ ان کی عظمت اور جسامت
کا یہ عالم ہے کہ ان کے گھٹنے سے کھر تک اتنا عظیم الشان فاصلہ ہے جتنا
آسمان و زمین کے درمیان۔ جب ان کی ٹانگوں کی اتنی لمبائی ہے تو باقی جسم
کتنا بڑا ہو، وہ بکرے کی شکل سے ورای ہے۔
یہ فرشتے مومنین کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ (8 ہیں یہ)

ثم اللہ عزوجل فوق ذالک :

یہاں فوقیت سے مراد جسمانی فوقیت نہیں۔ نہ ہی مکانی بلندی ہے
بلکہ عظمت و قدرت کی بلندی مراد ہے۔ یعنی اللہ کی عظمت و قدرت عرش
اعظم سے ماوراء ہے۔ مقصود یہ ہے کہ بت (زمین پر بنائے جانے والے) عبادت کے لائق نہیں، بلکہ عظمت
و بزرگی والا رب ہے (عبادت کے لائق)۔

بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا مالی و جانی نقصان بہت زیادہ ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے دکھ
کی کہانی کہنا کرنا درست و سنت صحابہ ہے۔ یا اللہ کی فریاد اللہ بنا بشر
سنتا ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں ہم آپ کو شفیع بناتے ہیں۔
ہم اللہ کو (جناب) سفارشی بناتے ہیں جو گویا کہ آپ کی (دربار) شفیع اللہ پر

اور بار بار کرنے شفیع کو کہتے رہے۔

آقا نے اس کی غلطی پر بار بار سبحان اللہ فرمایا، حتیٰ کہ حاضرین بارگاہ کے چہروں پر اثر ہو گیا۔ اور وہ دن پر خوف الٰہی اور ہیبت کے آثار نمودار ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے بھی اس اعرابی کی غلطی محسوس نہ کی۔

شفاعت بنا ہے شفع سے بمعنی جوڑا

سفارش کو شفاعت اس لیے کہتے ہیں کہ سائل حاکم کے سامنے اکیلا پیش ہونے کی ہمت نہیں کرتا، تو وسیلہ کسی مقبول بندے کے ساتھ جوڑ کر حاکم کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اگر اللہ کو شفیع کہا جائے تو لازم ہے کہ کوئی اس سے اعلیٰ ہے جس کی بارگاہ میں اللہ سے سفارش کرائی گئی۔ چونکہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ اس لیے اس شخص سے تو بہ کروائی گئی نہ ہی کافر کہا گیا۔ اس نے رب کی توہین نہیں کی بلکہ شفاعت کا معنی نہ سمجھا۔

خیال رہے کہ اللہ کے نام سے وسیلے سے بندوں سے مدد مانگنا درست ہے ذات اور وسیلے میں فرق ضروری ہے۔

باصبعه مثل القبة... آقا نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی پر دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو خیمہ یا قبہ (گنبد) کی طرح کھڑا کیا اور معقول کو محسوس کی طرح دکھایا۔ یہ کلام عالی محض سمجھانے کے لیے ہے۔ یعنی باوجود اس کے کہ عرش الٰہی اتنا بڑا ہے کہ وہ تمام انسانوں اور زمینوں کو ایسے گھیرے ہوئے ہے جیسے قبہ یا خیمہ اپنے نیچے زمین پر چھایا ہوا ہے۔ مگر رب تعالیٰ کی ہیبت سے گویا وہ چرچرا رہا ہے۔ یہ بھی مثال کے ذریعے سمجھایا کہ جیسے سوار کے بوجھ سے کمزور زین یا پالان چرچراتا ہے عرش اعظم اللہ کی ہیبت سے چرچراتا ہے۔ ورنہ وہاں تو حقیقۃً نہ بوجھ ہے نہ ہی عرش اعظم میں چرچراہٹ کی آواز۔

کوہ طور تجلی الٰہی سے پھٹ گیا یہ چھینا ہتھوڑے کی ضرب سے نہ تھا بلکہ اللہ کی ہیبت و جلال سے تھا۔

مرقاۃ: یہاں چرچرانے سے مراد تسبیح و تہلیل کی آواز ہے۔ عرش اعظم اٹھانے والے

انہا خود یہ فرشتے اور خود عرش، اللہ کی ہیبت سے تسبیح و تحلیل کرتے ہیں

4727 مسلم

یعنی ہمیں عالم غیب کی پوری خبر ملی ہے مگر اس کے اظہار کی اجازت نہیں۔
اس میں جو فرشتے حاملینِ عرش ہیں ان میں سے 1 فرشتے کی جسامت و عظمت بتانے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عالم غیب اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا ہے اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی کا پتہ چلتا ہے۔
کسی چیز کا نہ بتانا نہ جاننے کی دلیل نہیں ہوتا۔ بلکہ بتانا اجازتِ ربانی سے ہوتا ہے۔
کان کی لو اور کندھے کے درمیان بہت فاصلہ ہونا جس کا حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب یہ 700 سال کی مسافت پر محیط ہے تو پھر جسم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔
خیال رہے انسانی شکل پر نہیں ہیں فرشتے، ان سے مختلف ہیں ان کی اپنی شکلیں اور اپنی صورتیں ہیں۔ ہر فرشتے کے الگ الگ کام ہیں جو سر انجام دیتے، عذاب دینے پر مقرر، بارش پر مقرر ہیں۔
حاملینِ عرش کی صورت بکروں کی طرح ہے (تشبیہ)۔ مخلوقات میں زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے۔

باب فی الرؤیۃ

عقائد: 1۔ دنیا میں بندے اللہ کو بصیرت یعنی نورِ قلبی سے دیکھتے ہیں اسے جانتے اور پہچانتے ہیں اور آخرت میں بصارت یعنی نورِ نگاہ (ظاہری) سے دیکھیں گے وہاں بصارت میں ہی بصیرت (دل) ہوگی۔

دنیا میں آنکھوں سے اللہ کا دیدار ممکن ہے مگر واقع نہیں اسی لیے حضرت موسیٰ نے دیدارِ الٰہی کی دعا کی جبکہ ناممکن کی دعا کرنا جائز نہیں اور نبی ناجائز کام نہیں کرتے۔

حضور نے شبِ معراج اللہ کا دیدار اپنی آنکھوں سے کیا اور خوب اچھی طرح کیا۔
جو شخص دعویٰ کرتے ہوئے کہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا یا دیکھتا ہوں تو وہ کافر ہے کہ وہ اپنے آپ کو نبیوں سے افضل سمجھتا ہے۔

Scanned with CamScanner

قیامت میں ہر ایک کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ مومن کو رحمت کی شان میں

اور کافر کو غضب و قہر کی شان میں (فاطر الی القمر)

4729 یہ دیدار سمت و جہت کے بغیر ہوگا ہے، کیونکہ وہ جہت

سے پاک ہے۔ یعنی اہلِ جنت کے چاند نے آسمان کے چاند کو دیکھا۔ ڈوبنے والے گہنے

چاند کو اس چاند نے دیکھا جو نہ غروب ہونہ گہنے۔ ظاہر کے چمکنے والے چاند کو اس چاند نے دیکھا جو

دل و جان، روح و ایمان کو چمکاتا ہے۔ رات میں چمکنے والے چاند کو اس چاند نے

دیکھا جو عبد العباد ہے۔ ہر وقت دن رات چمکتا ہے۔ اور چمکے گا۔ بالیقین کہہ لیں

اس چاند کو جو سورج سے چمکتا ہے اس چاند نے دیکھا جو سورج کو چمکاتا ہے۔ جو دلوں

پر دن نکالتا ہے۔ چاند بھی خوش نصیب ہے جسے حضور نے دیکھا۔ یہ وہی چاند ہے

جس پر حضور کی نگاہیں پڑی ہیں۔

(انکم سترون ربکم کما ترون ھذا لا تضامون)

یعنی تم دیدارِ الٰہی میں کسی نقصان میں نہ رہو گے کہ کسی کو دیدار ہو اور کسی کو نہ ہو

کسی کو یقین سے ہو کسی کو مشکوک طریقے سے، یا تم اللہ کو بھیڑ کے دشواری سے

نہ دیکھو گے۔ بلکہ آرام و اطمینان سے دیدارِ الٰہی کرو گے۔ یہ دیدار قیامت میں

تو ہوگا ہی، جنت میں ہمیشہ ہوا کرے گا۔ مراتب کے مطابق۔ (کسی کو روز،

کسی کو ہفتے بعد، کسی کو جلد جلد کسی کو دیر سے)۔ جنت کی ساری نعمتیں نیک

اعمال کا عوض ہونگی مگر دیدارِ الٰہی کسی کے عوض نہ ہوگی خالص عطاءِ ذوالجلال

ہوگی۔

فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا

یعنی فجر و عصر کی پابندی کرو، تاکید کے ساتھ اور ایسے نماز پڑھو گویا خدا

کو دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ یہاں حجاب ہے وہاں حجاب نہیں۔

خاص طور پر فجر و عصر کی تاکید کیوں؟

چونکہ فجر و عصر کی نماز میں رات دن کے محافظ فرشتے جمع ہوتے ہیں نیز

فجر کی نماز سونے کی غفلت کا وقت ہے۔ اور نماز عصر کاروبار و سیر و تفریح کا وقت

ہے۔

کہ یہ نفس پر گراں ہوتی ہیں اور شیطان بھی زیادہ غالب ہوتا ہے۔

4(3)

ظاہر ہے کہ قیامت میں ملاقات ہوگی۔
خلوت بھی ہوگی۔
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنت میں دیدار ہو۔
یہ اشکال خلوت و جلوت متضاد ہیں تو جمع کیسے؟
جواب: بدر کو تمام لوگ گھر میں اکیلے بیٹھ کر دیکھیں تو یہ خلوت۔
اور چاند کی طرف سے جلوت و خلوت دونوں ہیں۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق کی مثال کو مخلوق سے مثال دے کر سمجھانا
جائز ہے (لیس کمثلہ شئی ۔ اگرچہ تمثیل سے تشبیہ نہیں) 308

4734 یہ کلام آپ نے اس وقت فرمایا جب قریش نے آپ کو تبلیغ سے روکا تھا۔ (میدان عرفات میں فرمایا)
4737 بعض لوگ دم، تعویذ کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کھانے کمانے کے ڈھنگ ہیں
اور قرآن میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ پھونک کے ذریعے جو ہوا پیٹ سے نکلتی ہے
وہ بیماری والی ہوتی ہے۔ مگر یہ خیال قرآن پاک کے خلاف ہے۔ قرآن پاک نے پھونکنے اور دم کرنے کی
تاثیر کا اعلان فرمایا ہے۔ آیت 29 سورۂ حجر ترجمہ تو جب میں آدم کے جسم کو ٹھیک کر لوں اور
ان میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو ان کے لیے سجدے میں گر جانا۔
اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ نے روح پھونک کر زندگی بخشی (حضرت آدم کو) اب تعالیٰ کا پھونکنا وہ ہے
جو اس کی شان کے لائق ہو۔ اور آیت میں پھونکنے کا لفظ استعمال کیا گیا۔ بلکہ جان کو بھی روح اسی
لیے کہتے ہیں کہ وہ پھونکی ہوئی ہوا ہے
آیت 12 سورہ تحریم ۔ عمران کی بیٹی مریم کا جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے
اپنی طرف سے اس میں روح پھونک دی۔ اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کی تصدیق کی
اور فرمانبرداروں میں سے ہوئیں۔
جبرئیل امین نے پھونک ماری تو وہ حاملہ ہو گئیں۔ اور پھر حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے
نے پڑھ پڑھ کر دم کیا تھا۔ تو اب بھی شفاء کے لیے کلام الٰہی پڑھ کر دم کرتے ہیں۔ "

(بقرہ آیت ۲۹)

فرمایا یہی کہ میں بناتا ہوں تمہارے لیے پرندے کی سی صورت۔ پھر میں دم کرتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ دم کر کے مٹی کے بنائے ہوئے پرندے میں جان ڈال دیتے تھے اور کوڑھی و اندھوں کو اپنے دم سے اچھا کرتے تھے اور اسی طرح مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

(نبا آیت 18) جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج آؤ گے۔

آیت پھر پھونکا جائے گا صور میں تو بے ہوش ہو جائیں گے وہ جو آسمان اور زمین میں ہیں۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء بھی اسی طرح پھونکنے سے ہوئی اور انتہا بھی

اسی لیے آج بھی صوفیا قرآن کریم پڑھ کر دم کرتے ہیں۔ خود نبی اور صحابہ بھی بیماری پر قرآن پڑھ کر دم کرتے۔ سورۃ فاتحہ کا نام شافیہ (سورۃ شفاء) بھی ہے کہ اس سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح پھولوں کو چھو کر ہوا خوشبودار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس زبان نے قرآن پڑھا اس سے جو ہوا آئے گی وہ بھی برکت والی ہوگی۔ اور شفاء ملے گی۔

2 واقعات: ① سانپ کے ڈسنے پر دم کیا ② جادو کے لیے دم

4738 حضرت جبرئیل خود نہ آئے بلکہ اللہ نے بھیجا تھا۔ یہ مزاج پرسی رب تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ قرآن: وما نتنزل الا بامر ربك یعنی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے۔ اس سے رسول کی محبوبیت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی مزاج پرسی کو جبرئیل کو بھیجے تاکہ آپ پر دم کریں، اور

یہاں دم کرنے سے مراد جائز دم کرنا ہے۔ وہ دم جو جائز نہیں اس سے رسول و جبرئیل منزہ ہیں۔ نظر بد و حسد سے آمیش آتی ہیں۔ ان کے توڑ کے لیے دم کر سکتا ہے۔ یہ جائز ہے۔

23

4739

صور سنکھ کے اس بگل کا نام ہے جو قیامت میں حضرت اسرافیل پھونکیں گے۔ پہلی پھونک جانداروں کو بے جان کرنے کے لیے۔ اور دوسری پھونک مردوں کو زندہ کرنے کے لیے۔ ان دونوں نفخوں میں 40 سال کا فرق ہوگا۔ یعنی سورج ہوتا اور دن رات نکلتے تو 40 سال کی مدت ہوتی۔ اس صور کی بڑائی، اسکی آواز اسکی ہیبت ہمارے خیال سے وراء ہے

3. آج ایٹم بم کی آواز ہی لوگوں کو مار دیتی ہے۔ بستیوں میں زلزلے ڈال دیتی ہے۔ وہ تو صور ہے۔
جب پھونکا جائے گا، اس کا کیا عالم ہوگا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے وہ سینگ کتنا بڑا ہوگا۔ اس کا سرا
جو منہ میں لیا جائے گا اس کی فراخی آسمان کے برابر ہے۔

عجب الذنب — ریڑھ کی ہڈی کے بالکل نیچے موجود سرا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی
وہ جو گردن سے شروع ہوتی ہے پھر ختم، اسی پر انسان بیٹھتا ہے۔ انسان کے لیے ریڑھ کی
ہڈی کی حیثیت ایسی ہے جیسے دیوار کے لیے بنیاد۔ حدیث مبارکہ میں جو اس بارے میں ہے کہ جو
ریڑھ کی ہڈی ہے تو جلد کبھی فنا نہیں ہوتی۔ اس کو خاک سو برس کے بعد گلاتی ہے۔ اگر اس سے مراد اجزائے اصلیہ
ہے تو یہ کبھی فنا نہیں ہوتا۔ اور یہ ایسے باریک اجزاء ہیں جو خوردبین سے بھی نظر نہیں
آتے۔ اگر [illegible] کو کھا جائیں۔

حتیٰ کہ خون، نطفے میں ان کے اجزاء ہوتے ہیں۔ یعنی عجب الذنب۔ انہی اجزاء سے
انسان پہلے بھی بنا تھا اور دوبارہ بھی اسی سے تخلیق ہوگی۔ زندگی گزارنے میں باقی اجزاء بڑھتے
ہیں لیکن یہ اصل اجزاء نہیں بڑھتے پہلے مٹی تھا پھر دانہ بنا پھر گوندا گیا۔ غذا خون نطفہ
گوشت کا ٹکڑا وغیرہ سے انسان بنا۔ مگر ہر stage (مرحلے) میں اصل اجزاء وہی رہے۔

باب فی الشفاعة 24

حضور کی شفاعت بہت قسم کی ہے جس میں سے 1 کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔ اور یہاں وہی شفاعت
مراد ہے یعنی گناہوں سے معافی کی شفاعت۔ اس سے پتہ چلا جس کا خاتمہ بالخیر ہوا اس
کی شفاعت ہوگی اگرچہ کیسا ہی گناہگار ہو۔

جس حدیث میں ہے کہ ہم زکوٰۃ نہ دینے والوں کی شفاعت نہ کریں گے وہاں منکرین زکوٰۃ مراد
ہیں جو کافر و مرتد ہیں۔ یہ فرض کا انکار کفر ہے۔ جب کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت
ہوگی تو زکوٰۃ نہ دینے والے بھی آ جائیں گے۔ مگر منکرین (فرض کا انکار کرنے والے) نہ آئیں گے
سوائے چند گناہوں کے، باقی گناہ صغیرہ ہیں جو نیک اعمال کرنے اور توبہ سے معاف
ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں گناہوں کو (صغیرہ کو) مٹا دیتی ہیں۔

ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے صرف کلمہ پڑھا ہوگا۔ 4743 اچھے عقیدے
اختیار کیے ہوں گے لیکن کوئی نیکی نہ کی ہوگی۔ یہ سب حضور کی شفاعت سے ہی جنت

داخل ہو گئے۔ اگرچہ نیک اعمال نہ کیے ہوں۔

لوگ جب انکو جہنمی کہہ کر پکارے گئے۔ تو اللہ سے شکایت کرینگے پھر یہ نام بھی مٹا دیا جائیگا
بعض علماء فرماتے
یہ ان لوگوں کے لیے بھی ہے شفاعت، جو دل میں ایمان رکھتے تھے۔ اور ظاہر نہ کر سکے زبان سے۔ عند اللہ مؤمن۔ ان کا ایمان شرعی نہ تھا۔ دیانتہً مومن۔ سے انکو شفاعت ملے گی۔

4743۔ جنتیوں کو جنت میں نہ ٹھوک لگیگی۔ مزید فضائل

باب فی خلق الجنۃ والنار

4744
آنے جانے سے مراد اپنے جائے رہائش سے آنا جانا ہے۔ جیسے اپنے جائے رہائش سورۃ المنتہیٰ سے گئے جنت میں پھر لوٹ کر آئے۔ حضرت جبرئیل کا جنت میں جانا تو اب سے یہ نہ تھا۔ نہ چل کھا سکتے کہ وہاں کی نعمتیں انسانوں کے لیے ہیں۔

(انس وجن)
فرشتے کھانے پینے سے محفوظ ہیں یعنی دوزخ میں کوئی نہ جائے گا ساری مخلوق جنت میں داخل ہوگی کیونکہ یہاں کی نعمتیں ایسی ہیں کوئی انکو سن کر ان سے صبر نہیں کر سکتا۔ یعنی جنت بہت اعلیٰ گلشن ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے۔ حج روزے زکوٰۃ جہاد، رات کو جاگنا۔ تہجد پڑھنا۔ یہ اس کے راستے ہیں۔ اس کے مرض کے اعمال یہاں کی صفات، وہاں اس عالم میں شکل وصورت رکھتے ہیں۔ (زکوٰۃ نہ دینے والے کے لیے
دنیا
یہاں کے

(قربانیاں سے سواریاں بنیں گی، پل صراط پر) حضرت جبرئیل نے یہ تمام چیزیں مشقتوں کانٹوں کی صورت میں دیکھیں۔ لہٰذا حدیث واضح ہے کہ کوئی اپنی طاقت سے جنت میں نہ جا سکے گا جس پر وہ فضل ورحم فرمائے گا، اسے ان مشقتوں کو برداشت کرنے کی توفیق دے گا اور وہ ان مشقتوں کو برداشت کر کے جنت میں پہنچ جائے گا۔ حضرت جبرئیل کی عرض بالکل درست ہے۔ جو آنکھوں سے دیکھے جا رہے دوزخ میں آنے جانے کے وہی معنی ہیں جو ابھی عرض کیے (ملاحظہ فرمانا۔ اپنی جگہ سدرۃ المنتہیٰ سے گئے اور وہیں آئے) دوزخ کو ملاحظہ فرمانا تکلیف کے لیے نہیں سیر کے لیے۔ جیل خانے کے امور کو دیکھنے کے لیے وہاں جاتا ہے۔ اسے وہاں تکلیف نہیں ہوتی۔ وہ جائزہ لینے جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ جگہ ہمیشہ خالی رہے گی۔ ایسی مصیبت کی جگہ کون آئے گا۔ گناہ، وغیرہ شراب، زنا، گانا باجے
نفسِ امارہ کو مرغوب ہیں۔ یہی دوزخ کے راستے ہیں جو نفس کو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں
اور جسے اللہ توفیق عطا فرمائے وہی اس سے بچ سکے گا۔ کیونکہ نفس کو یہ پسند ہیں۔
صاحبِ مرقاۃ نے فرمایا اگر مشقت نہ ہوتی تو سب ہی سردار بن جاتے۔

باب 26
فی الحوض

لغوی معنی: پانی کا جمع ہونا اور بہنا۔ اسی سے حیض ہے یعنی رحم سے خون کا بہنا۔
اصطلاح: پانی کے تالاب کو حوض کہا جاتا ہے۔ حضور کے 2 حوض ہیں۔ ایک میدانِ محشر میں دوسرا جنت میں۔ دونوں کا نام کوثر ہے۔ محشر والے حوض کا پانی مومنوں کو وزنِ اعمال سے پہلے ملے گا۔ تمام نبیوں کے حوض ہوں گے الگ الگ اور حضور کے حوض کا نام کوثر ہے۔ (خیر کثیر ہے معنی، لغوی، بہت زیادہ)
بعض شارحین نے فرمایا حوض ایک ہی ہے جو کہ جنت میں نہر ہے یہ میدانِ محشر میں بھی آئے گی۔

4745 — اس فرمانِ عالی کے 2 معنی کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ جتنا فاصلہ مدینہ و جرباء کے درمیان ہے۔ یا جتنا مدینہ و اذرح کے درمیان ہے اتنا فاصلہ دونوں کناروں کے درمیان ہے۔
قول نمبر 2: جتنا فاصلہ خود ان دونوں شہروں جرباء و اذرح کے درمیان ہے اتنا فاصلہ اس کے 2 کناروں کے درمیان ہے۔ یہ راجح ہے اس کو ترجیح ہے۔ بعض نے کہا: جرباء و اذرح قریب ہیں لحاظ۔ مدینہ سے جتنا فاصلہ ان 2 شہر
صفائی، چمک، حسن اور تعداد میں، اتنی ان میں حوضِ کوثر میں آسمان کے تاروں کی طرح ہیں
خیال رہے جنت میں جو بھی دودھ و شراب طہور پیئے گے وہ لذت کے لیے پئیں گے۔ پیاس کے لیے نہیں۔ پیاس تو آب کوثر سے ہمیشہ کے لیے بجھ جائے گی (محشر میں جو پیا) جنت میں حوضِ کوثر کا پانی لذت کے لیے پئیں گے۔

4746 — اس سے حضور کی ساری امت مراد ہے۔ ان شاء اللہ ہر امتی حوضِ کوثر پر حاضر ہوگا پانی پیئے گا کیونکہ یہ نہیں کہ یہاں کے نبی کا حوض ہے۔ تعداد سمجھانے کے لیے ہے ورنہ حضور کی امت ہزاروں کھربوں کی ہے۔ آج کل سب مسلمان ہیں قیامت میں کتنی ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

Scanned with CamScanner